उर्दु भाषा

कक्षा ६

नेपाल सरकार

शिक्षा, विज्ञान तथा प्रविधि मन्त्रालय

पाठ्यक्रम विकास केन्द्र

सानोठिमी, भक्तपुर

प्रकाशक : नेपाल सरकार

शिक्षा, विज्ञान तथा प्रविधि मन्त्रालय

पाठ्यक्रम विकास केन्द्र

सानोठिमी, भक्तपुर

© सर्वाधिकार पाठ्यक्रम विकास केन्द्र

यस पाठ्यपुस्तकसम्बन्धी सम्पूर्ण अधिकार पाठ्यक्रम विकास केन्द्र सानोठिमी, भक्तपुरमा निहित रहेको छ । पाठ्यक्रम विकास केन्द्रको लिखित स्वीकृतिबिना व्यापारिक प्रयोजनका लागि यसको पूरै वा आंशिक भाग हुबहु प्रकाशन गर्न, परिवर्तन गरेर प्रकाशन गर्न, कुनै विद्युतीय साधन वा अन्य प्रविधिबाट रेकर्ड गर्न र प्रतिलिपि निकाल्न पाइने छैन ।

प्रथम संस्करण : वि.सं. २०७८

मुद्रण :

मूल्य :

पाठ्यपुस्तकसम्बन्धी पाठकहरूका कुनै पनि प्रकारका सुझावहरू भएमा पाठ्यक्रम विकास केन्द्र, समन्वय तथा तथा प्रकाशन शाखामा पठाइदिनुहुन अनुरोध छ । पाठकबाट आउने सुझावहरूलाई केन्द्र हार्दिक स्वागत गर्दछ ।

प्राक्कथन

विद्यालय तहको शिक्षालाई उद्देश्यमूलक, व्यावहारिक, समसामयिक र रोजगारमूलक बनाउन विभिन्न समयमा पाठ्यक्रम, पाठ्यपुस्तक विकास, परिमार्जन तथा अनुकूलन गर्ने कार्यलाई निरन्तरता दिइँदै आइएको छ । विद्यार्थीमा राष्ट्र तथा राष्ट्रियताप्रति एकताको भावना उत्पन्न गराई नैतिकता, अनुशासन र स्वावलम्बन जस्ता सामाजिक एवम् चारित्रिक गुणको विकास गर्न अधारभूत भाषिक सिपको आवश्यकता पर्छ । साथै विज्ञान, सूचना प्रविधि, वातावरण र स्वास्थ्यसम्बन्धी आधारभूत ज्ञान र जीवनोपयोगी सिपका माध्यमले भाषा तथा कला सौन्दर्यप्रति अभिरुचि जगाउन सान्दर्भिक हुने देखिन्छ । यसले सिर्जनशील सिपको विकास गराउनका साथै विभिन्न जातजाति, लिङ्ग, धर्म, भाषा, संस्कृतिप्रति समभाव जगाउन मदत गर्छ । यस सन्दर्भमा सामाजिक मूल्य मान्यताप्रतिको सहयोगात्मक र जिम्मेवारीपूर्ण आचरण विकास गर्नु आजको आवश्यकता बनेको छ । यही आवश्यकता पूर्तिका लागि शिक्षासम्बन्धी विभिन्न आयोगका सुझाव , शिक्षक तथा अभिभावकलगायत शिक्षासँग सम्बद्ध विभिन्न व्यक्ति सम्मिलित गोष्ठी र अन्तर्क्रियाका निष्कर्षबाट विकास गरिएको मदर्सा शिक्षा पाठ्यक्रमको स्वीकृत संरचनाअनुसार यो पाठ्यपुस्तक **मदर्सा शिक्षातर्फको कक्षा ५ को उर्दु भाषा** विकास गरिएको छ ।

आधारभूत तहअन्तर्गतका बालबालिका सीमित शब्द र छोटो वाक्य बुझ्न र प्रयोग गर्न सक्छन् । उनीहरूका लागि स्थानीय परिवेशका प्रसङ्ग, चित्र, शब्द तथा वाक्यहरूले मनोरञ्जनात्मक सिकाइमा सहयोग गर्छन् । सिकाइमा अभ्यासको अत्यन्त ठुलो महत्त्व हुन्छ । मदर्सा शिक्षातर्फको कक्षा ५ को उर्दु भाषा विषयको पाठ्यपुस्तकको लेखन तथा परिमार्जन कार्यमा यिनै कुरालाई दृष्टिगत गरी पाठ्यवस्तु, अभ्यास र तिनको क्रम, चित्रको संयोजन र भाषिक सिपको उचित संयोजन गर्ने प्रयत्न गरिएको छ । यस पाठ्यपुस्तकको लेखन तथा सम्पादन खुर्सिद अलाम र सेराज अहमदबाट भएको हो । यसको विकास कार्यमा **अणप्रसाद न्यौपाने, शेख अलि मञ्जरी मौलना, मौसमी यसमिन, उद्धबराज कट्टेल, उमा बुढाथोकी चिना कुमारी निरौला** लगायतको विशेष योगदान रहेको छ । यो पाठ्यपुस्तकको विकासमा संलग्न सबैलाई पाठ्यक्रम विकास केन्द्र धन्यवाद प्रकट गर्दछ ।

पाठ्यपुस्तकलाई शिक्षण सिकाइको महत्त्वपूर्ण साधनका रूपमा लिइन्छ । अनुभवी मौलनाहरू र जिज्ञासु विद्यार्थीले पाठ्यक्रमद्वारा लक्षित सिकाइ उपलब्धिलाई विविध स्रोत र साधनको प्रयोग गरी अध्ययन अध्यापनका लागि उपयोग गर्न सक्छन् । यस पाठ्यपुस्तकलाई सकेसम्म क्रियाकलापमुखी र रुचिकर बनाउने प्रयत्न गरिएको छ तथापि अझै भाषा शैली, विषयवस्तु तथा प्रस्तुति र चित्राङ्कनका दृष्टिले कमीकमजोरी रहेका हुन सक्छन् । तिनको सुधारका लागि मौलना, शिक्षक, विद्यार्थी, अभिभावक, बुद्धिजीवी एवम् सम्पूर्ण सरोकारवालाहरूको समेत महत्त्वपूर्ण भूमिका रहने हुँदा सम्बद्ध सबैको रचनात्मक सुझावका लागि पाठ्यक्रम विकास केन्द्र हार्दिक अनुरोध गर्दछ ।

पाठ्यक्रम विकास केन्द्र

वि. सं. २०७८

हमारी उर्दु-कक्षा ५

ہماری اردو

برائے

درجہ پنجم

حکومت نیپال

وزارت تعلیم، سائنس وٹیکنالوجی

مرکز برائے فروغ نصاب تعلیم

سانوٹھیمی، بھکت پور

نام کتاب	:	ہماری اردو
مرتبین	:	سراج احمد مسلمان ایم اے، خورشید عالم ایم اے، بی ایڈ
صفحات	:	۱۳۳ر
اشاعت	:	بکرم سمبت ۲۰۷۹
ناشر	:	حکومت نیپال، وزارت تعلیم، سائنس وٹیکنالوجی، مرکز برائے فروغ نصاب تعلیم سانوٹھیمی، بھکت پور
حق طباعت	:	جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔

....

Hamari Urdu Class - 5

Page: 133

عرض ناشر

حکومت نیپال نے تعلیم کو فروغ دینے، اسے عام کرنے اور سب کے لیے تعلیم کو یقینی بنانے کی پالیسی اور منصوبہ بندی کی ہے، اس کے تحت وزارت تعلیم، سائنس وٹیکنالوجی کی نگرانی میں قائم مرکز برائے فروغ نصاب تعلیم، سانوٹھیمی، بھکت پور نے مدارس اسلامیہ کے لیے درجہ اول تا درجہ ہشتم کا نصاب تعلیم تیار کیا ہے۔ جس میں اردو زبان کو بھی جگہ دی گئی ہے تا کہ ابتدائی درجات کے طلبہ وطالبات کو دیگر مضامین کے ساتھ ہی اردو زبان اور اس کے بنیادی قواعد سے متعلق ضروری معلومات بہم پہنچائی جا سکیں اور طلبہ وطالبات اردو بول چال میں دقت نہ محسوس کریں بلکہ روانی کے ساتھ اردو زبان بول سکیں، سمجھ سکیں اور اپنا مافی ضمیر بھی بخوبی ادا کر سکیں۔ اس کتاب کو سرکاری اسکولوں میں بھی بحیثیت زبان پڑھایا جا سکتا ہے۔ تا کہ عام طلبہ وطالبات بھی دنیا کی ایک معروف زبان سیکھ سکیں اور اس کی شیرینی کو محسوس کر سکیں۔

اس ضرورت کی تکمیل کے لیے اردو زبان کی کتاب ہماری اردو کا پہلے اور ابتدائی مرحلہ میں درجہ اول تا درجہ پنجم کا سیٹ تیار کیا جا رہا ہے۔ اس مرحلہ کی پانچویں کتاب ''ہماری اردو'' برائے درجہ پنجم آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اس کتاب کی خصوصیات:

۱۔ زبان نہایت سادہ، سلیس اور طرز بیان عام فہم اور دل نشیں ہے۔

۲۔ بچوں کی عمر، ان کے مقصد زندگی، ان کی ضرورت، ذوق، دل چسپی اور نفسیات کا پورا خیال رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۳۔ بچوں کو گرد و پیش سے باخبر رکھنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ ان کے ذوقِ جستجو کو مہمیز لگایا جا سکے اور وہ زندگی کے گوناگوں میدانوں سے بھی واقف ہو سکیں۔

۴۔ ہر سبق کے آخر میں مشقیں دی گئی ہیں، جو زبان دانی، تحریر اور موادِ سبق کو سمجھنے میں معاون ہوں گی، بلکہ طلبہ و طالبات میں غور و فکر اور انفرادی مطالعہ کی عادت کا بھی محرک ثابت ہوں گی۔

۵۔ جہاں جہاں ضروری سمجھا گیا ہے وہاں الفاظ پر اعراب (زبر، زیر، پیش) لگا دیے گئے ہیں۔ بڑی حد تک الفاظ کا جدید املا اختیار کیا گیا ہے۔ مرکب الفاظ کو ملا کر لکھنے کے بجائے الگ الگ لکھا گیا ہے۔ جیسے دل کش، خوب صورت۔

کتاب کو مزید بہتر اور مفید بنانے کے لیے تمام اہلِ علم سے آراء اور مشوروں کی ہم امید رکھتے ہیں۔ کسی بھی قسم کا کوئی مشورہ ہو تو مرکز برائے فروغ نصاب تعلیم کے دفتر میں ارسال فرمانے کی زحمت فرمائیں۔ طلبہ و طالبات، اساتذہ کرام اور دیگر اہلِ علم کی جانب سے مشوروں کا مرکز بخوشی استقبال کرے گا۔

مرکز برائے فروغ نصاب تعلیم
سانوٹھیمی، بھکت پور

فہرست

سبق نمبر	مضامین		صفحہ نمبر
	عرضِ ناشر		۳
۱	حمد	نظم	۷
۲	نعت	نظم	۱۰
۳	نیپال کی ندیاں اور پل		۱۴
۴	پیارے رسول ﷺ کی شفقت اور سادگی		۲۰
۵	جیبی استاد	مکالمہ	۲۶
۶	خوب صورت جہاں	نظم	۳۱
۷	عقل مند خرگوش	کہانی	۳۵
۸	درختوں نے کہا	خواب	۴۲
۹	راج دربار کاٹھمانڈو	مکالمہ	۴۷
۱۰	محنت کا پھل	نظم	۵۲
۱۱	شان دار فیصلہ	کہانی	۵۵

۱۲	مکہ کے سردار ابو طالب کی خدمت میں	کہانی	٦١
۱۳	اے بچو!	نظم	٦٦
۱۴	صحت کی عدالت میں	ڈرامہ	٦٩
۱۵	رات کی رانی	نظم	۷۵
۱۶	حضرت سعید بن مسیّبؒ	سوانح	۸۰
۱۷	اولمپک کھیل	کھیل	۸۵
۱۸	بجلی کڑکا	نظم	۹۱
۱۹	چاول کے دس دانے	کہانی	۹۴
۲۰	پہاڑ اور گلہری	نظم	۱۰۱
۲۱	کمپیوٹر		۱۰۵
۲۲	بندر اور مگرمچھ	کہانی	۱۱۱
۲۳	قرآن مجید اللہ کی کتاب		۱۲۱
۲۴	علم کی لگن	کہانی	۱۲۷
۲۵	میرا ننھیال	مکالمہ	۱۳۱

....

حمد باری تعالیٰ

شوقی اعظمی

ہر شام و سحر ہے وردِ زباں ، سبحان اللہ سبحان اللہ
ہر صبح و مسا ہے دل میں نہاں ، سبحان اللہ سبحان اللہ

واللہ ثنائے قدرت سے ، ملتی ہے غذائے روحانی
وحدت کا بیاں ہے قندِ زباں ، سبحان اللہ سبحان اللہ

یہ ارض و سماں یہ سیارے ، یہ باغِ جہاں یہ گل بوٹے
دیتے ہیں ہمیں قدرت کے نشاں ، سبحان اللہ سبحان اللہ

مٹی سے اُگایا پودے کو ، پودے سے نکالا شیریں پھل
نطفے سے دیا شکل انساں ، سبحان اللہ سبحان اللہ

سائنس کی دنیا عاجز ہے ، قدرت کی کرشمہ سازی ہے
مٹی کے بدن میں روح رواں ، سبحان اللہ سبحان اللہ

یہ کس کی کشیدہ کاری ہے ، گلزارِ جہاں میں اُس کے سوا
گلنار گلاب و گل ریحاں ، سبحان اللہ سبحان اللہ

اُڑتے ہیں اُسی کی قدرت سے ، بہتے ہیں اُسی کی رحمت سے
مرغانِ ہوا و دریا رواں ،سبحان اللہ سبحان اللہ

☆☆☆

5\Photos\beautiful-river-snow-covered-mountains-landscape-kashmir-state-india.jpg not found.

ا۔ اس حمد کو زبانی یاد کیجیے اور بار بار دوہرائیے۔

۲۔ درج ذیل الفاظ کے معانی یاد کیجیے:

الفاظ		معانی
وردِ زباں	:	زباں پر چڑھا ہوا
سیارے	:	گردش کرنے والے ستارے
نہاں	:	پوشیدہ، چھپا ہوا
نطفے	:	منی ، پانی
گلزار	:	گلشن، پھلواری

قندِ زباں	:	نہایت شیریں زباں
کرشمہ	:	انوکھی بات، کرامات
کشیدہ کاری	:	کڑھائی

۳۔ حمد کس نظم کو کہتے ہیں؟

۴۔ آپ بھی اللہ کی تعریف میں چند جملے لکھیے۔

۵۔ تیسرے اور چوتھے بند کا مفہوم اپنی زبان میں لکھیے:

۶۔ یہ نظم آپ کو کیوں پسند ہے؟ کم از کم تین باتیں لکھیے:

۷۔ درج ذیل الفاظ کی ضد لکھیے:

سحر، ارض، قدرت، شیریں، عاجز۔

☆☆☆

سبق۔۲

نعت

ہاجرہ زرّیںؔ

ماہِ مدینہ سرورِ عالم
صلَّی اللہ علیہ و سلم

عزت والے ، شہرت والے
رحمت والے ، برکت والے

سب سے اعلیٰ ، سب سے معظم
صلَّی اللہ علیہ و سلم

بات انوکھی ، شان نرالی
جن کا رتبہ سب سے عالی

امّت کے وہ ہادیِ اکرم
صلَّی اللہ علیہ و سلم

سارا جہاں ہے روشن اُن سے
حق کی اطاعت دم سے اُن کے

خَلق میں یکتا ، نورِ مجسّم
صلَّی اللہ علیہ و سلم

کفر مٹانے آئے تھے وہ
حق پھیلانے آئے تھے وہ
اُن کا ہر اِک کام منظّم
صلّی اللہ علیہ و سلم

دینِ مبیں وہ سب کو بتاتے
راہِ صداقت سب کو دکھاتے
سچّی باتیں کرتے ہر دم
صلّی اللہ علیہ و سلم

زرّیںؔ! اُن کا کہنا مانو
اُن کو اپنا رَہبر جانو
دونوں عالم میں ، پھر کیا غم
صلّی اللہ علیہ و سلم

معانی واشارات

ماہ	:	چاند
منظّم	:	وہ کام جو انتظام کے ساتھ ہو، درست صحیح
ہادی	:	ہدایت کرنے والا، راہ نما
اکرم	:	بہت مہربان، بہت سخی
رَہبَر	:	راستہ دکھانے والا

معظّم : بزرگ، بہت شریف

مبیں : صاف، کھلا، روشن

ہم دم : رفیق، دوست

\Photos\240_F_459271766_ReQFkMflsDxBdCXWp877KInoUiFbDPpb.jpg
not found.

مشق اور سوالات:

ا۔ جواب دیجیے:

ا۔ پیارے رسول ﷺ کو ماہِ مدینہ اور سرورِ عالم کیوں کہا گیا ہے؟

۲۔ رسول ﷺ کے کون کون سے احسانات اِس نظم میں گنائے گئے ہیں؟

۳۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف کو حمد اور رسول اکرم ﷺ کی تعریف کو نعت کہتے ہیں۔ آپ بھی نعت کے تین جملے لکھیے۔

۲۔ شعر مکمل کیجیے:

۱۔ بات انوکھی ....نزالی　　　　　جن کا......................سب سے عالی

۲۔ سارا جہاں ہے..................ان سے　　　　　حق کی............دم ہے...........کے

۳۔ دین............وہ سب کو بتاتے　　　　　راہ..............................سب کو دکھاتے

۳۔ درج ذیل الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے:

(۱) انوکھی (۲) نرالی (۳) امت (۴) اِطاعت (۵) رتبہ

۴۔ مندرجہ ذیل الفاظ کی ضد لکھیے:

(۱) اعلیٰ (۲) کفر (۳) حق (۴) روشن (۵) رتبہ

۵۔ مقطع کسے کہتے ہیں؟

۶۔ اس نظم سے موصوف اور صفت کی پانچ مثالیں تلاش کیجیے:

کچھ اور کام:

اس نعت کو زبانی یاد کیجیے اور درجے کے چند ساتھیوں کے ساتھ مل کر ترنم سے پڑھیے!

....

نیپال کی ندیاں اور پل

ہمارا ملک نیپال ندی، نالوں، چشموں اور پانی کے ذخیروں سے بھرپور ہے اور قدرت کی بے مثال شاہ کار ہے۔ ہمارے ملک کی ندیاں دیس کی بیش بہا دولت ہیں۔ یہاں ہرے بھرے اور خوب صورت پہاڑوں کی گود میں کھیلتی، دوڑتی اور اٹکھیلیاں کرتی یہ ندیاں ماحول کو بہت ہی خوب صورت، حسین وجمیل اور صاف ستھرا بنائے رکھتی ہیں۔

ہمارے ملک کی ندیاں ہمالہ کی بلندیوں اور اونچے اونچے پہاڑوں سے نکلتی ہیں اور بہت تیزی کے ساتھ ترائی کے دور دراز علاقوں میں پہنچ جاتی ہیں۔ ہمارا ملک ندیوں سے بھرا ہوا ہے۔ مشرق ومغرب، پہاڑ اور درمیان کے علاقے سمیت ترائی یعنی سب جگہ ندیاں جاتی ہیں اور کسانوں کو اپنے پانی سے سیراب کرتی ہیں۔ صوبوں اور علاقوں سے بہتے ہوئے کھیتوں، جنگلوں اور باغات کو سیراب کرتی ہیں، ندیاں اس قدر ہیں اور ہر طرف ہیں کہ ان کی وجہ سے پورا ملک ہرا بھرا دکھائی دیتا ہے۔ کسانوں کو دھان، گیہوں، مکئی، مختلف قسم کی دالیں، گنا، جوٹ اور مختلف قسم کے پھلوں اور پھولوں کی کھیتیاں اور پیداوار کرنے میں بڑی سہولت

ہوتی ہے۔ برسات کے موسم میں ندیوں کا منظر دیکھنے کے لائق ہوتا ہے۔ندیاں بھر جاتی ہیں اور خوب بہاؤ ہوتا ہے۔کبھی بڑا سیلاب بھی آجاتا ہے اور ان ندیوں کے بھر جانے اور پانی کے تیز بھاؤ کی وجہ سے سڑکوں کے اوپر سے پانی بہتا ہے۔ کچھ علاقوں میں سیلاب کی وجہ سے نہ صرف فصلوں کو بلکہ انسانی آبادیوں کو بھی نقصان پہنچتا ہے، تیز سیلاب کی وجہ سے فصل تباہ ہو جاتی ہے، دھان کی کھیتیاں سڑ گل جاتی ہیں اور کسانوں کا بھاری نقصان ہوتا ہے۔کبھی کبھی یہ سیلاب لوگوں کی موت کی وجہ بن جاتے ہیں۔ پانی کے تیز بہاؤ کی وجہ سے مکانات گر جاتے ہیں، ندی کے آس پاس کی آبادی بہ جاتی ہے، مسلسل بارش کی وجہ سے پہاڑ کے اوپر سے پتھر اور مٹی گر کر بہنے کی وجہ سے راستے بند ہو جاتے ہیں اور آمد و رفت کا سلسلہ رک جاتا ہے۔

ملک کی کچھ ندیاں بہت مشہور ہیں جیسے کوشی، کرنالی، بھیری، نارائنی، میچی، مہاکالی، بان گنگا ندی، راپتی، باگمتی، کملا اور سیتی وغیرہ۔ان ندیوں کے حسین مناظر اور پہاڑوں سے

گھرے ندیوں کے کنارے کی خوب صورتی سیاحوں کوخوب بھاتی ہے۔ پہاڑوں کے دامن میں شور مچاتی ندیاں اورندیوں کے کنارے دوڑتی بسیں اورگاڑیاں مسافروں اورسیاحوں کو خوب خوب مزہ دیتی ہیں۔لوگ جب نیپال میں ندیوں کے کنارے کنارے خوب صورت مناظر دیکھتے ہوئے سفر کرتے ہیں تو سفر کی مشکلات بھول جاتے ہیں۔ جگہ جگہ ندی کے کنارے بنے چھوٹے چھوٹے ہوٹل، پل اور پارک بھی مسافروں کی تفریح کا اچھا سامان ہیں۔ بچوں کوخوب مزہ آتا ہے۔ہم بھی اپنے ابوجان کے ساتھ جھولنے والے پل پر جائیں گےاورخوب خوب مزہ کریں گے۔

5\Photos\beautiful-gloomy-sunset-view-koshi-river-nepal_131480-124.jpg not found.

ندیاں ہمارے ملک کی بیش بہا دولت ہیں۔ان ندیوں سے جہاں ایک طرف کھیتیاں سیراب ہوتی ہیں، علاقے ہرے بھرے ہوتے ہیں، ملک کا ماحول اورموسم اچھا رہتا ہے،

وہیں ان ندیوں کے اوپر پل اور ڈیم بنا کر بجلی تیار کی جاتی ہے، پورے ملک کے لیے بجلی پیدا کی جاتی ہے، بہت مزے دار اور لذیذ مچھلیاں نکالی جاتی ہیں اور غریب مچھیرے اپنا گذر بسر اِن مچھلیوں کے شکار سے ہی کرتے ہیں اور ملک کو اِن ندیوں سے اور بھی بہت سے فائدے ہوتے ہیں۔

ان ندیوں کے اوپر بنے پل بھی بہت خوب صورت ہیں۔کوشی ندی پر بنا پل اور باندھ جسے کوشی بیرتیج کہا جاتا ہے، بہت خوب صورت ہونے کے ساتھ ہندوستان اور نیپال کے لوگوں کے آمدورفت کو بھی آسان بنا دیتا ہے۔اسی طرح ضلع کنچن پور میں مہا کالی پل، شیانجا ضلع میں کیلادی گھاٹ پل، ضلع چتون میں نارائن گھاٹ کا پل، بردیا میں واقع پل، چین و نیپال کے بارڈر پر واقع پل وغیرہ بہت مشہور ہیں۔ بانس کا پل، لکڑی کا پل، لوہے کا پل، گٹی بالو اور بیم سے بنا ہوا پل اور جھولنے والے پل جسے نیپالی زبان میں جھولنگے پل کہتے ہیں، گویا

ندیوں کو پار کرنے کے لیے یہ کئی طرح کے پل ہمارے ملک میں بنائے گئے ہیں۔ جب ہم کسی جھولنے والے پل سے گزرتے ہیں تو خوب مزہ آتا ہے۔ کیوں کہ یہ پل کے ساتھ جھولا کا بھی کام کرتے ہیں اور ہم جھولتے اور مزہ لیتے ہوئے ندیاں پار کر جاتے ہیں۔

found.

مشق وسوالات:

۱۔ اس سبق سے دس مشکل الفاظ تلاش کیجیے اور ان کے معانی لکھیے!

۲۔ ملک کی پانچ مشہور ندیوں کے نام بتائیے!

۳۔ مشہور تین بڑے پلوں کا نام بتائیے!

۴۔ اپنے قریب کے ایک پل کا سیر کیجیے اور اس کے بارے میں دس جملے لکھیے!

۵۔ ندیوں سے کسان کو کیا کیا فائدے ملتے ہیں؟

٦۔ درج ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

آمدورفت، شور مچاتی ندیاں، مچھیرے، پہاڑوں کی گود، ہمالہ، شاہ کار، مناظر۔

۷۔ نیچے دیے گئے الفاظ کے دو دو مترادفات لکھیے:

حسین، سہولت، ماحول، پانی، غریب۔

....

پیارے رسول ﷺ کی شفقت اور سادگی

اللہ تعالیٰ نے پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا تھا۔ آپ ﷺ نہایت شفیق اور رحم دل تھے۔ دوست اور دشمن سب کے ساتھ محبت اور شفقت سے پیش آتے تھے۔ کسی کو تکلیف میں مبتلا دیکھتے تو اُس کا دکھ درد دور کرنے کی پوری کوشش کرتے۔ غریبوں، محتاجوں اور ضرورت مندوں کی مدد فرماتے۔ بیماروں کی خبر گیری کرتے، اپنے اور پرائے کے غم میں شریک ہوتے۔ برائی کا بدلہ بھلائی سے دیتے۔ دوسروں کی

غلطیوں کو فراخ دلی سے معاف کر دیتے۔ کبھی کسی کا دل نہ دُکھاتے۔ کسی سوال کرنے والے کو

نہ کبھی جھڑکتے اور نہ کبھی خالی ہاتھ واپس کرتے۔ ہم سایوں کا خاص خیال رکھتے۔ اگر کوئی مقروض قرض ادا کرنے کے قابل نہ ہوتا تو اُس کا قرض خود ادا کر دیتے۔ کوئی بھوکا ہوتا تو کھانا کھلا دیتے۔ آپ ﷺ نے نرم دلی، علم اور انسانی ہم دردی کا ایسا بہترین نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا ہے کہ اگر ہم اس پر عمل کریں تو دنیا آج بھی جنت کا نمونہ بن سکتی ہے۔

رسول اکرم ﷺ بچوں پر خاص شفقت فرماتے۔ جب اُن کے پاس سے گزرتے تو سلام میں پہل کرتے۔ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو راستے میں جو بچے ملتے انھیں

5\Photos\240_F_480019170_XP0ezha5T\61ZJxnyWCe73x7xQTYO3rh.jpg
not found.

اپنے ساتھ سواری پر بٹھا لیتے۔ پیارے رسول ﷺ نہ صرف انسانوں بلکہ جانوروں پر بھی مہربان تھے۔ ایک دفعہ ایک صحابی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اُن کے ہاتھ میں کسی چڑیا کے کچھ بچے تھے۔ آپ نے پوچھا: "یہ بچے کہاں سے لیے ہیں؟ صحابی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے انھیں ایک جھاڑی سے پکڑا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"فوراً جاؤ اور ان بچوں کو وہیں رکھ کر آؤ۔''

ایک دفعہ آپ ﷺ ایک باغ میں تشریف لے گئے۔ وہاں ایک اونٹ بھوک سے بلبلا رہا تھا اور اس کا پیٹ پیٹھ سے لگا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے بڑی شفقت سے اُس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور اُس کے مالک کو بلا کر فرمایا: ' کیا اس جانور کے بارے میں تم اللہ سے نہیں ڈرتے؟''

شفقت اور رحم دلی کے علاوہ سادگی بھی پیارے رسول ﷺ کی سیرت پاک کا ایک نمایاں پہلو ہے۔ آپ ﷺ نے ساری زندگی جس سادگی سے بسر کی، اس کی مثال نہیں ملتی۔ آپ ﷺ کو دنیا سے نفرت نہ تھی لیکن دنیا کی آسائشوں میں دل لگا کر اللہ تعالیٰ سے غافل نہیں ہونا چاہتے تھے۔ پیارے رسول ﷺ اپنے کام خود کرتے، خود جھاڑو دیتے، مویشیوں کو چارہ خود ڈالتے، اونٹ کو خود باندھتے، خود بکری کا دودھ دوہتے، بازار سے سودا سلف خرید لاتے۔ اپنا جوتا گانٹھ لیتے۔ کپڑا پھٹ جاتا تو اس میں خود پیوند لگا لیتے۔ آپ ﷺ ہر امیر اور غریب کی دعوت قبول کر لیتے۔ غریبوں، غلاموں اور مسکینوں کے ساتھ بیٹھتے اور اُن کے ساتھ کھانا کھانے میں خوشی محسوس کرتے۔ ہمارے پیارے رسول ﷺ کو سادہ غذا پسند تھی۔ زیادہ تر کھجور اور پانی ہی پر گزارا فرماتے۔ کبھی صرف جو کے بے چھنے آٹے کی سوکھی روٹی کھا لیتے۔ سرکہ، شہد، حلوا، زیتون کا تیل اور کدو بڑے شوق سے کھاتے تھے۔ ٹھنڈا پانی پی کر خوش ہوتے۔ اکثر بیٹھ کر اور تین سانسوں میں پانی پیتے۔ آپ ﷺ کی خواہش ہوتی تھی کہ ایک دن

کھاؤں اور خدا کا شکر ادا کروں، دوسرے دن بھوکا رہوں اور خدا سے مانگوں۔

رسول اکرم ﷺ کا لباس بھی سادہ اور صاف ستھرا ہوتا تھا۔ اکثر چٹائی یا خالی زمین پر بھی آرام فرما لیتے۔ ہمارے پیارے رسول ﷺ کی پوری زندگی شفقت اور سادگی کی بے شمار مثالوں سے بھری ہوئی ہے۔ مکہ مکرمہ میں تھے اس وقت بھی سادہ زندگی گزاری اور جب مدینہ ہجرت کر کے گئے تب بھی سادہ زندگی گزاری۔ جب آخری زمانہ میں مال و دولت کی کثرت ہوئی اور مسلمانوں کی تعداد بڑھ گئی، اس وقت بھی آپ کی زندگی میں سادگی اور شفقت تھی۔ ہم سب کو چاہیے کہ اپنے پیارے رسول ﷺ کی زندگی کو اپنے لیے نمونہ بنائیں، آپ ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر چلیں اور اپنی دنیا اور آخرت کو سنوارنے کی کوشش کریں۔

معانی و اشارات

شفقت	:	مہربانی، محبت
شفیق	:	مہربان، ہم درد
خبر گیری کرنا	:	دیکھ بھال کرنا، مدد کرنا
فراخ دلی	:	سخاوت، فیاضی
سائل	:	سوال کرنے والا، فقیر
حلم	:	برداشت، نرم دلی، بُردباری
شکست	:	ہار

تسلیم کرنا : مان لینا، قبول کرنا

امتیاز : فرق تمیز

آسائشوں : آرام، سکھ (آسائش کی جمع)

مشق اور سوالات

ا۔ جواب دیجیے:

ا۔ پیارے رسول ﷺ کی شفقت کا کوئی ایک واقعہ تحریر کیجیے۔

۲۔ کوئی ایسا واقعہ بیان کیجیے، جس سے ظاہر ہو کہ پیارے رسول ﷺ جانوروں پر بھی بے حد مہربان تھے۔

۳۔ بچوں کے ساتھ پیارے رسول ﷺ کا برتاؤ کیسا تھا؟

۴۔ آپ ﷺ کون کون سے کام خود کر لیا کرتے تھے؟

۵- پیارے رسول ﷺ کو کیسی غذا پسند تھی؟

۲۔ نیچے دیے ہوئے الفاظ میں سے مناسب لفظ چن کر خالی جگہوں کو پر کیجیے:

آسائشوں، بچوں، سادہ، غریب، صاف

ا۔ آپ ﷺ نے فرمایا فوراً جاؤ اور اِن ....کو وہیں رکھ کر آؤ۔

۲۔ آپ ﷺ دنیا کی ....میں دل لگا کر اللہ تعالیٰ سے غافل نہیں ہونا چاہتے تھے۔

۳۔ آپ ﷺ ہر امیر اور ....کی دعوت قبول کر لیتے۔

۴- پیارے رسول ﷺ کو ....غذا پسند تھی۔

۵ پیارے رسول ﷺ کا لباس سادہ اور ....ہوتا تھا۔

۳۔ درج ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

(ا) خبر گیری کرنا (۲) ہم سایہ (۳) شفیق (۴) امتیاز (۵) بلبلانا

۴۔ درج ذیل الفاظ کی ضد لکھیے :

(۱) دُکھ (۲) آخرت (۳) سنوارنا (۴) رحمت (۵) جنت

قواعد اور گرامر

درج ذیل جملے غور سے پڑھیے :

۱۔ میں نے انھیں ایک جھاڑی میں سے پکڑا ہے۔

۲۔ وہاں ایک اونٹ بھوک سے بلبلا رہا تھا۔

۳۔ سورج ہر روز اپنے وقت پر نکلتا ہے۔

پہلے جملے میں " پکڑا" دوسرے جملے میں "بلبلا رہا تھا" اور تیسرے جملے میں "نکلتا ہے" سے کوئی نہ کوئی کام ظاہر ہو رہا ہے۔

یاد کرلو کہ کسی کام کے کرنے یا ہونے کو فعل کہتے ہیں۔

اسی طرح پہلے جملے میں "میں نے" دوسرے جملے میں "اونٹ" اور تیسرے جملے میں "سورج" سے ان کاموں کے کرنے والے معلوم ہوتے ہیں۔

یہ بھی یاد کرلو کہ کام کرنے والے کو فاعل کہتے ہیں۔

اب درج ذیل جملوں میں فعل اور فاعل پہچانیے ۔

(۱) بندر کودا (۲) کتا بھونکا (۳) لڑکے دوڑے (۴) اسلم آیا

☆☆☆

جیبی استاد

سہیل احمد درجہ پنجم کا طالب علم تھا۔ وہ حساب اور ڈرائنگ میں تو اچھا تھا لیکن اُردو کی کتاب میں کسی مشکل لفظ کے معنی معلوم نہ ہونے کی وجہ سے کبھی کبھی عبارت اس کی سمجھ میں نہ آتی تھی۔ سہیل احمد کے گھر کے پاس ہی مولانا رحمانی صاحب رہا کرتے تھے۔ انھیں بچوں سے بڑی محبت تھی۔ جب کسی بچے کو دیکھتے تو اُسے سلام کرتے اور بہت پیار اور شفقت سے بات چیت کرتے تھے۔ سہیل احمد اپنی اسی پریشانی کو دور کرنے کے لیے اپنے استاد کے پاس جایا کرتا تھا۔ مولانا رحمانی کی مصروفیت کی وجہ سے سہیل احمد کو انتظار بھی کرنا پڑتا تھا۔ ایک بار ایسا ہوا کہ وہ کئی دنوں تک آتا رہا لیکن مولانا صاحب کو اس سے بات کرنے کی مہلت نہ مل سکی۔ وہ اپنی مصروفیات کی وجہ سے مجبور تھے۔ انھیں اس بات کا بہت ملال بھی تھا کہ سہیل احمد کے لیے وقت نہ نکال سکے۔

ایک دن رحمانی صاحب کو کسی کام سے شہر جانا پڑا۔ واپسی پر ان کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی۔ دوسرے دن سہیل احمد جب اُن کے پاس پہنچا تو رحمانی صاحب نے مسکراتے

ہوئے کہا: ''لو میاں سہیل! ہم تمھارے لیے شہر سے ایک ''جیبی استاد'' لائے ہیں۔ یہ تمھیں فوراً الفاظ کے معنی بتا دیا کرے گا۔ اب تمھیں انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔''

''سہیل احمد کو یہ چھوٹی سی کتاب پا کر اتنی خوشی ہوئی کہ اس سے پہلے شاید ہی کبھی ہوئی ہو۔ رحمانی صاحب نے کتاب کے صفحات الٹ پلٹ کر دکھایا تو سہیل احمد کی باچھیں کھِل گئیں۔ رحمانی صاحب نے اس سے کہا: ''دیکھو سہیل! اس کتاب کو لغت کہتے ہیں۔ یہ اردو لغت ہے اس میں حروف تہجی یعنی ''الف'' سے ''ی'' تک ہر حرف کے لیے ایک باب ہے۔ جو الفاظ "الف سے شروع ہوتے ہیں وہ الف کے باب میں اور جو "ب" سے شروع ہوتے ہیں وہ "ب" کے باب میں ہیں۔ اس طرح ''پ''، ''ت'' اور باقی تمام حروف کے الگ الگ باب ہیں۔''

سہیل احمد میں یہ عادت اچھی تھی کہ جو بات سمجھ میں نہ آئے، فوراً پوچھ لیتا تھا۔ اُسے لفظ 'باب' کا مطلب معلوم نہ تھا۔ وہ پوچھنا ہی چاہتا تھا کہ رحمانی صاحب تاڑ گئے اور فوراً بولے: 'باب' کتاب کے ایک حصہ کو کہتے ہیں۔ پھر کہنے لگے: "ایک مثال سے اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو۔ فرض کرو تمھیں کسی سبق میں اقبال، نفیس اور پرواز، یہ تین الفاظ دیکھنے ہیں تو تم اقبال کو ''الف'' کے باب میں، نفیس کو ''ن'' کے باب میں اور پرواز کو "پ" کے باب میں دیکھو گے۔ سمجھ گئے نا؟''

سہیل احمد یوں بھی بہت ذہین تھا۔ اس نے کہا: ''میں اچھی طرح سمجھ گیا۔'' اس نے

رحمانی صاحب کا بہت بہت شکریہ ادا کیا اور بولا مولانا! ہاں، یہ چھوٹی سی کتاب سچ میں جیبی استاد ہے۔ اردو کی لغت کی کتاب لے کر وہ خوش خوش گھر چلا آیا۔ اب وہ ہر روز اپنا سبق اسی لغت کی مدد سے سمجھنے لگا۔

سہیل احمد کو ایک دن ''لغت میں ایک اور نئی بات نظر آئی۔ وہ بے اختیار اچھلنے لگا۔ وہ لغت میں لفظ " کلیم " دیکھنا چاہتا تھا۔ اس نے رحمانی صاحب کے بتائے ہوئے قاعدے کے مطابق پہلے " ک " کا باب نکالا اور دیکھنا شروع کیا۔ اُسے ایک خاص ترتیب نظر آئی۔ اس باب میں سبھی لفظ " ک " سے شروع ہوتے تھے مگر سب سے پہلے وہ لفظ تھے، جن میں ''ک'' کے بعد "الف" آتا ہے۔ پھر وہ جن میں " ک " کے بعد ب آتا ہے۔ یہ ترتیب پورے باب میں رکھی گئی تھی۔ سہیل احمد نے ان لفظوں پر نظر دوڑائی، جن میں " ک " کے بعد "ل" آتا ہے۔ ایک ہی لمحہ میں اسے لفظ " کلیم " مل گیا۔ وہ دوڑا دوڑا مولانا رحمانی صاحب کے پاس گیا اور کہنے لگا: "رحمانی صاحب! اس کتاب میں نہ صرف الفاظ کے پہلے ہی حرفوں میں ترتیب کا لحاظ رکھا گیا ہے بلکہ ان کے بعد کے حرفوں میں بھی یہی ترتیب رکھی گئی ہے۔ اس وجہ سے بہت جلد کوئی بھی لفظ مل جاتا ہے۔'' رحمانی صاحب نے کہا: ''بیٹا یہ بات میں تمھیں بعد میں بتانے والا تھا۔ تم نے اپنی سوجھ بوجھ سے خود ہی یہ بات معلوم کر لی۔ اللہ تمھاری عمر میں برکت دے، تمہیں محنت اور خوب محنت کرنے کی توفیق دے اور علم کے ساتھ عمل کی بھی سعادت بخشے۔ میری دعا ہے کہ جب تم بڑے ہو جاؤ تو اللہ تمہیں زمانہ کی امامت

بھی دے۔ آمین!‘‘

معانی واشارات

جیبی استاد	:	لغت کی وہ چھوٹے سائز کی کتاب جو جیب کے اندر آجائے۔
ملال	:	افسوس، غم
باچھیں کھلنا	:	کھلکھلانا، بہت خوش ہونا
تاڑنا	:	سمجھ جانا
اقبال	:	خوش قسمتی، عروج
نفیس	:	عمدہ
پرواز	:	اُڑان

مشق اور سوالات

ا۔ جواب دیجیے:

ا۔ سہیل احمد کو کبھی کبھی عبارت کیوں سمجھ میں نہیں آتی تھی؟

۲۔ رحمانی صاحب کو کس بات کا ملال تھا؟

۳۔ رحمانی صاحب سہیل احمد کے لیے شہر سے کون سی چیز لائے؟

۴۔ سہیل احمد کو ایک دن لغت میں کون سی نئی بات نظر آئی؟

۵۔ رحمانی صاحب نے سہیل احمد کو کیا دعا دی؟

۲۔ نیچے دیے گئے الفاظ میں سے مناسب لفظ چن کر خالی جگہیں پُر کیجیے:

لغت، انتظار، علم، عادت

ا۔ رحمانی صاحب کی مصروفیت کی وجہ سے سہیل احمد کو۔۔۔۔۔بھی کرنا پڑتا تھا۔

۲۔ دیکھو سہیل احمد اس کتاب کو۔۔۔۔۔ کہتے ہیں۔

۳۔ سہیل احمد کی یہ۔۔۔۔۔۔۔۔ اچھی تھی کہ جو بات سمجھ میں نہ آئے فوراً پوچھ لیتا تھا۔

۴۔ تمھاری عمر میں برکت دے.................................۔

۳۔ ان الفاظ کو حروف تہجی کی ترتیب سے لکھیے :

سہیل، اردو، لفظ، معنی، شفقت، اتفاق، وقت،

جیبی، حرف

۴۔ مندرجہ ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

(۱) باچھیں کھلنا (۲) تاڑنا (۳) نظر دوڑانا (۴) سوجھ بوجھ سے کام لینا

(۵) مہلت

۵۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے نیچے ان کی ضد لکھیے :

الفاظ مشکل معلوم وجہ محبت ملال استاد

کچھ اور کام

☆ اپنے درجے میں استاد کی مدد سے لغت دیکھنا سیکھیے اور درج ذیل الفاظ کے معنی لکھیے :

(۱) مشکل (۲) مصروفیت (۳) انتظار (۴) مہلت (۵) سوجھ بوجھ

☆ آپ کے مدرسہ کی لائبریری میں اردو کی کون کون سی لغت موجود ہے؟ سب کے نام لکھیے اور ان کو کلاس میں لائیے اور اپنے استاذ کی مدد سے پانچ پانچ مشکل الفاظ کے معانی تلاش کر کے دکھائیے!

....

خوب صورت جہاں

محمد اسمٰعیل میرٹھی

تعریف اُس خدا کی جس نے جہاں بنایا
کیسی زمیں بنائی کیا آسماں بنایا

پاؤں تلے بچھایا کیا خوب فرش خاکی
اور سر پہ لاجوردی اِک سائباں بنایا

مٹی سے بیل بوٹے کیا خوش نما اُگائے
پہنا کے سبز خلعت اُن کو جواں بنایا

خوش رنگ اور خوشبو گل پھول ہیں کھلائے
اِس خاک کے کھنڈر کو کیا گلستاں بنایا

میوے لگائے کیا کیا خوش ذائقہ رسیلے
چکھنے سے جن کے مجھ کو شیریں دہاں بنایا

سورج بنا کے تو نے رونق جہاں کو بخشی
رہنے کو یہ ہمارے اچھا مکاں بنایا

پیاسی زمیں کے منہ میں مینہ کا چوایا پانی
اور بادلوں کو تو نے مینہ کا نشاں بنایا

یہ پیاری پیاری چڑیاں پھرتی ہیں جو چہکتی
قدرت نے تیری اُن کو تسبیح خواں بنایا

تنکے اٹھا اٹھا کر لائیں کہاں کہاں سے
کس خوب صورتی سے پھر آشیاں بنایا

اونچی اڑیں ہوا میں بچوں کو پر نہ بھولیں
اِن بے پروں کا اُن کو روزی رساں بنایا

کیا دودھ دینے والی گائیں بنائیں تو نے
چڑھنے کو میرے گھوڑا کیا خوش عناں بنایا

رحمت سے تیری کیا کیا ہیں نعمتیں میسر
ان نعمتوں کا مجھ کو ہے قدرداں بنایا

آب رواں کے اندر مچھلی بنائی تو نے
مچھلی کے تیرنے کو آب رواں بنایا

ہر چیز سے ہے تیری کاری گری ٹپکتی
یہ کارخانہ تو نے کب رائیگاں بنایا

معانی واشارات

فرش خاکی	:	مٹی کا فرش، زمین
لاجوردی	:	نیلے رنگ کا
سائباں	:	شامیانہ
خلعت	:	لباس، عمدہ ولباس
شیریں دہاں	:	میٹھی میٹھی باتیں کرنے والا
تسبیح خواں	:	سبحان اللہ سبحان اللہ کہنے والا، اللہ کی پاکی بیان کرنے والا
آب رواں	:	بہتا ہوا پانی
رائیگاں	:	بے کار، بے مقصد

مشق اور سوالات

ا۔ جواب دیجیے:

ا۔ اس نظم میں شاعر نے اللہ تعالیٰ کی کن کن نعمتوں کا ذکر کیا ہے؟

۲۔ سبز خلعت پہنا کر کس کو جواں بنایا؟

۳۔ سورج سے ہم کو کیا کیا نعمتیں ملتی ہیں؟

۲۔ رائیگاں، جاوداں، آسمان، گلستاں ایک جیسی آواز والے الفاظ ہیں، انھیں "ہم آواز" الفاظ یا "ہم قافیہ" الفاظ کہتے ہیں۔ آپ بھی درج ذیل الفاظ کے دو، دو ہم آواز الفاظ لکھیے! آپ کی آسانی کے لیے یہاں ایک ایک مثال بھی دے دی گئی ہے:

(۱) خدا، ہوا، ــــــــ ، ــــــــ

(۲) قدرت، رحمت ــــــــ ، ــــــــ

(۳) رنگ، سنگ ــــــــ ، ــــــــ

۳۔ حصہ 'الف' اور حصہ 'ب' کے مصرعوں کو ترتیب سے جوڑ کر شعر مکمل کیجیے:

حصہ 'الف'	حصہ 'ب'
پیروں تلے بچھایا کیا خوب فرش خاکی	سورج بنا کے تو نے رونق جہاں کو بخشی
آب رواں کے اندر مچھلی بنائی تو نے	ہر چیز سے ہے تیری کاری گری ظاہر
رہنے کو یہ ہمارے اچھا مکاں بنایا	مچھلی کے تیرنے کو آب رواں بنایا
یہ کارخانہ تو نے کب رائیگاں بنایا	اور سر پہ لاجوردی اک سائبان بنایا

۴۔ خالی جگہیں پر کیجیے:

۱۔ یہ پیاری پیاری.......... پھرتی ہیں جو چہکتی — قدرت نے تیری ان کو.......... بنایا

۲۔ آب رواں کے اندر.......... بنائی تو نے — مچھلی کے.......... کو آب رواں بنایا

۳۔ ہر چیز سے ہے تیری.......... ٹپکتی — یہ.......... تو نے کب.......... بنایا

۵۔ مندرجہ ذیل کو جملوں میں استعمال کیجیے:

(۱) سائبان (۲) رسیلے (۳) تسبیح خواں (۴) رائیگاں ں (۵) خوش ذائقہ۔

۶۔ "خوش رنگ" دولفظوں خوش اور رنگ سے مل کر بنا ہے اور اس کے معنی ہیں اچھے رنگ والا۔ آپ بھی خوش کے بعد کوئی لفظ بڑھا کر تین بامعنی الفاظ لکھیے:

(۱) خوش۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(۲) خوش۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(۳) خوش۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کچھ اور کام

اس نظم کو زبانی یاد کیجیے اور ترنم سے پڑھیے۔

☆☆☆☆☆

عقل مند خرگوش

گاؤں سے بہت دور ایک بڑا جنگل تھا۔ جنگل میں ہزاروں جانور تھے۔ وہ سب مل جل کر رہتے تھے۔ جنگل میں ہر طرف امن و چین تھا اور خوش حالی تھی۔ وہاں کوئی بھی ایک دوسرے کو نہ تو پریشان کرتا تھا اور نہ ہی نقصان پہنچاتا تھا۔

photos\m_gavin-allanwood-hcxqLJjI99E-unsplash.jpg not found.

سب کی زندگی بڑے مزے سے کٹ رہی تھی۔ اس جنگل میں کہیں سے ایک خوں خوار ببّر شیر آ گیا۔ آتے ہی اس نے جنگل کے جانوروں کا شکار کرنا شروع کر دیا۔ جانوروں نے پہلے کبھی شیر نہیں دیکھا تھا۔ اس لیے جب بھی شیر اُن کے سامنے آتا تو وہ بھاگتے نہیں بلکہ مسکرا

کراس کا استقبال کرتے تھے۔لیکن شیر بہت ظالم تھا۔وہ ان کے استقبال کی کوئی پرواہ نہیں کرتا تھا۔فوراً حملہ کر دیتا اور جان سے مار ڈالتا۔دھیرے دھیرے جنگل میں شیر کی دہشت پھیل گئی۔وہاں کا امن وسکون غارت ہوگیا۔سبھی جانور اپنے گھروں سے نکلتے وقت ڈرنے لگے کہ پتا نہیں شیر کب حملہ کر دے۔درجنوں جانور ہلاک ہوگئے۔ان کا گوشت کھا کھا کر شیر اور بھی طاقت ور ہوگیا۔جب وہ دہاڑتا تو پورا جنگل لرز جاتا۔سبھی جانور اس سے ڈرنے لگے۔

photos\m_francesco-ZxNKxnR32Ng-unsplash.jpg not found.

ایک دن جانوروں نے چُھپ کر ایک میٹنگ کی اور یہ مشورہ کیا کہ روزانہ شیر کئی جانوروں کو مار ڈالتا ہے یا شدید زخمی کر دیتا ہے۔ہم کبھی مل کر اس کے پاس چلتے ہیں اور اس سے درخواست کرتے ہیں کہ روزانہ ایک جانور خود اس کی ماند میں پہنچ جائے گا۔شیر اسے کھالے اور دوسرے جانوروں پر حملہ نہ کرے۔سبھی مل کر شیر کے پاس گئے اور اس سے التجا کی شیر صاحب! آپ سب سے زیادہ طاقت ور ہیں۔ہم میں سے کوئی بھی آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔اس لیے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ روزانہ ایک جانور آپ کی خدمت میں حاضر ہو اور آپ

اسے کھالیں۔آپ کا پیٹ بھر جائے تو آپ دوسرے جانوروں پر حملہ نہ کریں۔" ان کی بات سُن کر شیر دہاڑا، "تم جانتے ہو کہ مجھے روزانہ تازہ گوشت چاہیے اور وہ بھی موٹے تازے جانور کا۔کہیں ایسا تو نہیں کہ تم کوئی بیمار یا کم زور سا جانور میرے پاس بھیج دو" جانوروں نے کانپتے ہوئے کہا، " آپ فکر نہ کریں۔ہم آپ کو جوان اور صحت مند جانور ہی بھیجیں گے۔شیر پھر دہاڑا، "یہ ٹھیک ہے۔جب تک شکار خود چل کر میرے پاس آتا رہے گا میں کسی کو کچھ نہیں کہوں گا۔لیکن ایک روز بھی ناغہ ہوا تو تم سب میرے ہاتھ سے مارے جاؤ گے۔"

جانوروں نے روزانہ اپنے ایک ساتھی کو شیر کے پاس بھیجنے کا وعدہ کیا اور اپنے اپنے گھر چلے آئے۔انھوں نے ہفتے کے سات دنوں کی پرچیاں بنائیں۔جس دن جس جانور کا نمبر نکلتا وہ خود شیر کے پاس چلا جاتا۔شیر ایک ہاتھ مار کر اس کا خاتمہ کر دیتا اور کھا جاتا۔اسی طرح کئی ہفتے گزر گئے۔

ایک دن چمپو خرگوش کا نام پرچی میں نکل آیا۔اس نے روتے ہوئے اپنے والدین اور دوستوں کو الوداع کہا۔پھر وہ بوجھل قدموں سے شیر کی ماند کی جانب بڑھا۔خوف سے اس کا برا حال تھا اور گلا سوکھا جا رہا تھا۔اس نے راستے میں پانی تلاش کیا۔تھوڑی دوری پر اسے ایک کنواں نظر آیا۔خرگوش نے کنویں میں جھانک کر دیکھا۔وہ بہت گہرا تھا۔جب خرگوش کنویں میں جھانک رہا تھا تو پانی میں اسے اپنا عکس نظر آیا۔خرگوش اپنا عکس دیکھ ہی رہا تھا کہ ایک پتھر کنویں کی منڈیر سے گرا اور پانی پر گرتے ہی چھپاک کی آواز گونج گئی۔اچانک خرگوش کو ایک

خیال آیا اور وہ خوش ہوگیا۔ اس کے چہرے سے خوف غائب ہوگیا۔ وہ بہت دیر تک کنویں کی منڈیر پر بیٹھا کچھ سوچتا رہا اور دھیمی چال سے شیر کی ماند کی جانب بڑھا۔

شیر بھوک سے بے قرار تھا اور اپنی ماند کے سامنے غصہ میں کھڑا تھا۔ خرگوش کو اپنی طرف آتا دیکھ کر وہ غرایا، " کیوں بے خرگوش، تو اتنی دیر سے کیوں آیا ہے؟ تجھے نہیں پتہ کہ میرے کھانے کا وقت ایک گھنٹہ پہلے ہو چکا ہے؟"

خرگوش نے انتہائی ادب سے کہا: بادشاہ سلامت، آپ ناراض نہ ہوں۔ دراصل جب میں آپ کے یہاں آ رہا تھا تو راستے میں ایک شیر نے مجھے روک لیا۔"

شیر نے دہاڑتے ہوئے کہا، " کیا کہتا ہے تو، میرے علاوہ اس جنگل میں کوئی اور شیر نہیں ہے۔ یہاں صرف میرا حکم چلتا ہے۔"

خرگوش نے ادب سے جواب دیا، آپ نے بالکل صحیح فرمایا، لیکن بادشاہ سلامت دوسرا شیر آ چکا ہے اور وہ آپ سے بھی زیادہ طاقت ور ہے۔ اس نے مجھ سے کہلوا کر بھیجا ہے کہ آپ اپنا بوریا بستر سمیٹ کر یہاں سے چلے جائیں۔ ورنہ وہ آپ کو مار کر بھگا دے گا۔" یہ بات سن کر شیر غصے سے پاگل ہوگیا۔ اس نے دہاڑتے ہوئے کہا، کہاں ہے وہ کم بخت؟ مجھے دھمکاتا ہے۔ ابھی اسے مزہ چکھاتا ہوں۔"

خرگوش نے کہا،" بادشاہ سلامت تو آپ میرے ساتھ آیئے وہ شیر ایک ماند میں آرام کر رہا ہے۔ شیر خرگوش کے ساتھ کنویں پر پہنچا۔ خرگوش نے کنویں کے اندر اشارہ کرتے

ہوئے دھیمی آواز میں کہا، بادشاہ سلامت، وہ اسی غار میں چھپا بیٹا ہے۔آپ خود دیکھ لیجیے۔"

شیر اپنے دانت نکالتا ہوا کنویں کی منڈیر پر چڑھ گیا۔اس نے چلا کر کہا،" کون ہے تو ذرا شکل تو دکھا۔" شیر کی آواز کنویں میں گونجتی ہوئی واپس آگئی۔شیر سمجھا کہ دوسرا شیر اسے دھمکی دے رہا ہے۔اس نے اندر جھانکا تو غصے میں تمتماتا اپنا چہرہ پانی میں نظر آیا۔شیر غصہ میں دہاڑا۔اس کی آواز گہرائی سے گونجتی ہوئی واپس آگئی۔اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ، اپنے عکس کو دوسرا شیر سمجھ کر کنویں میں چھلانگ لگا دی۔

کنویں میں پانی بہت گہرا تھا۔تھوڑی دیر شیر جان بچانے کے لیے ہاتھ پاؤں مارتا رہا اور پھر ڈوب کر مر گیا۔خرگوش دوڑا دوڑا واپس آیا اور سبھی جانوروں کو شیر کے مرنے کی خوش خبری سنائی۔جانور بہت خوش ہوئے اور انھوں نے خرگوش کو کندھوں پر اُٹھا لیا۔سبھی اس کی عقل مندی کی تعریف کر رہے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی

خوش حال	:	اچھے حال میں رہنا
غارت	:	خراب،تباہ
لرزنا	:	کانپ اٹھنا
ماند	:	غار،کھوہ
مریل	:	بہت دبلا، بہت کمزور
عکس	:	پرچھائیں

۱۔ان سوالات کے جواب لکھیے۔

سوال ۱: جنگل میں جانور کس طرح رہتے تھے؟

سوال ۲: ببر شیر نے جنگل میں آ کر کیا کرنا شروع کیا؟

سوال ۳: جانوروں نے شیر سے بچنے کے لئے کیا مشورہ کیا؟

سوال ۴: کنویں کے پانی میں اپنا عکس دیکھ کر چمپو خرگوش کو کیا خیال آیا؟

سوال ۵: جب شیر کی آواز گونجتی ہوئی واپس آ گئی تو وہ کیا سمجھا؟

۲۔خالی جگہوں میں مناسب الفاظ بھریے:

۱۔ اس جنگل میں کہیں سے ایک............ببر شیر آ گیا۔ (بھوکا/ خوں خوار/ ڈرپوک)

۲۔ دھیرے دھیرے جنگل میں شیر کی.................پھیل گئی۔ (شہرت/ دہشت/ ہیبت)

۳۔ سبھی مل کر شیر کے پاس گئے اور اس سے..................کی۔ (اپیل/ التجا/ بات)

۴۔ تم جانتے ہو کہ مجھے روزانہ...............گوشت چاہیے۔ (بھنا ہوا/ تازہ/ باسی)

۵۔ خرگوش دوڑا دوڑا واپس آیا اور اس نے جانوروں کو شیر کے.................کی خوش خبری سنائی۔

(بھاگنے/ مرنے/ ہونے)

۳۔غور سے پڑھیے اور بتائیے کہ کس نے کس سے کہا؟

☆ آپ سب سے زیادہ طاقت ور ہیں۔ (...........نے........................سے کہا)

☆ تم جانتے ہو کہ مجھے روزانہ تازہ گوشت چاہیے۔ (......................نے.................سے کہا)

دراصل جب میں آپ کے پاس آ رہا تھا تو راستے میں ایک شیر نے مجھے روک لیا۔

(...........نے.................سے کہا)

☆ کون ہے تو ذرا شکل تو دکھا۔ (..................نے.....................سے کہا)

۴۔ نیچے لکھے الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

جانور۔۔۔

مزے۔۔۔

دہشت۔۔۔

وعدہ۔۔۔

حملہ۔۔

۵۔ مناسب الفاظ اور جملوں سے خالی جگہیں پر کیجیے۔

(۱) .... جنگل میں آ گیا۔

(الف) بھینسا (ب) شیر (ج) بھالو (د) اونٹ

(۲) جانوروں نے مل کر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(الف) شیر کو مارنے کی بات کہی (ب) بھاگ جانے کی بات کہی

(ج) التجا کرنے کی بات (د) ڈرانے کی بات کہی

مرکب: ایسا لفظ جو دو الگ الگ لفظوں سے مل کر بنا ہو، مرکب کہلاتا ہے۔ جیسے ریل گاڑی، خوردبین، ہوائی جہاز وغیرہ

آپ اس کتاب میں سات سبق پڑھ چکے ہیں۔ ان سے کم از کم دس مرکب الفاظ اور ان کے معانی لکھیے!

☆☆☆☆☆

درختوں نے کہا

(خواب)

گرمیوں کی ایک دوپہر تھی۔گاؤں پر خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ایسے میں ایک بچہ، ہاتھ میں کتاب لیے اپنے گھر سے نکلا اور قریب کے ایک باغ میں ایک بڑے اور بہت گھنے درخت کے نیچے بیٹھ کر اپنا سبق یاد کرنے لگا۔ ذرا سستی آئی تو درخت کے تنے سے پشت لگالی۔ باغ کی خوش گوار اور ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں سے اُسے نیند آ گئی۔اُس نے خواب میں دیکھا کہ درختوں نے اس سے بولنا شروع کر دیا ہے۔ وہ جس درخت کے نیچے تھا، اس نے کہنا شروع کیا:

photos\matt-artz-nTRDnDdDYk8-unsplash.jpg not found.

”میرے ننھے دوست! اللہ نے جہاں تمہیں اور بہت سی نعمتیں ہوا، پانی اور دھوپ

وغیرہ عطا فرمائی ہیں، وہیں اُس نے ہمیں بھی تمہاری خدمت پر مامور کیا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ہم دیگر جان داروں، مثلاً اونٹوں، گھوڑوں اور بیلوں کی طرح چلتے پھرتے اور بھاگتے دوڑتے نہیں ہیں، لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ ہم نکمے اور بے کار ہیں۔ گرمی کے موسم میں جب تم اسکول سے گھر آتے ہو تو ہم راستے میں تم پر سایہ کرتے ہیں۔ جب تمھیں کوئی جائے پناہ نہیں ملتی تو سیدھے ہماری طرف بھاگے آتے ہو۔ ہم تمھیں ہر موسم میں پھل پھلاری بھی پیش کرتے ہیں۔ کبھی آم، کبھی امرود کبھی آلو بخارے، کبھی خوبانی کبھی کچھ اور....''

ایک دوسرے درخت نے پہلے درخت کی تائید کی، وہ کہنے لگا: '' بعض پھل تو ہم تمھیں ایسے دیتے ہیں کہ ایک بار خرید لو اور مہینوں کھاتے رہو، خراب ہونے کا کوئی خطرہ ہی نہیں۔ کیا کاجو، بادام، اخروٹ، پستہ وغیرہ ایسے ہی پھل نہیں ہیں؟ '' ابھی دوسرا اپنی بات ختم ہی کر پایا تھا کہ ایک اور درخت بول اٹھا:

'' تمھارے مکان کے دروازے کھڑکیاں، میز، کرسیاں اور دوسری ضرورت کی بے شمار چیزیں جس لکڑی سے بنائی جاتی ہیں، وہ بھی تو ہمیں سے حاصل کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ایندھن کے لیے تمھیں لکڑی اور کوئلے کی جتنی ضرورت ہوتی ہے، وہ بھی ہمیں پوری کرتے ہیں۔''

ابھی وہ درخت سانس لینے کو رکا ہی تھا کہ ایک اور درخت نے بولنا شروع کر دیا: '' ہم سے تمھیں ان گنت فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ یہ ربڑ، جس سے تم اپنے غلط الفاظ اور ہندسے

مٹاتے ہو اور یہ گوند جس سے تم اپنی کاپیوں میں خوب صورت تصویریں چپکاتے ہو، ہمیں نے تو تمھیں دی ہیں۔''

''اور یہ کاغذ'' پہلے درخت نے اُس کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا: ''یہ بھی تو اکثر ہم سے بنتا ہے۔ اگر کاغذ نہ ہو تو کتابیں اور کاپیاں بھی نہ ہوں۔''

اتنے میں دور سے ایک درخت نے بولنا شروع کیا: ''تمھاری زندگی اور صحت کا دار و مدار صاف ہوا پر ہے۔ ہم گندی ہوا اپنے اندر جذب کر لیتے ہیں اور تمھیں صاف ہوا دیتے ہیں تا کہ تم صحت مند رہو۔''

پاس ہی سے ایک نوجوان درخت بھی بولا: ''بارش بھی ہماری وجہ سے ہوتی ہے، جس سے موسم خوش گوار رہتا ہے، زمین خوب صورت نظر آتی ہے، پرندے بھی ہم پر بسیرا کرتے ہیں، یہاں تک کہ ہم بیماری میں بھی تمھارا ساتھ نہیں چھوڑتے۔ ہمارے ہی پھلوں، پھولوں، بیجوں، جڑوں اور چھال سے دوائیں بنتی ہیں جنھیں پی کر تم دوبارہ بھلے چنگے ہو جاتے ہو۔

اتنے میں ایک بوڑھے درخت نے شفقت سے کہا: ''لیکن بیٹے! جہاں ہم تمھاری اتنی خدمت کرتے ہیں، وہاں تمھارا بھی تو فرض ہے کہ ہماری کچھ نہ کچھ خدمت اور دیکھ بھال کرو۔ راہ چلتے ہوئے ہماری ٹہنیاں نہ توڑو، ہماری کھالیں نہ نوچو اور کھیل ہی کھیل میں ہمارے نرم و نازک بچوں کو زمین سے نہ اکھاڑو۔ تمھیں چاہیے کہ ہمیں نقصان پہنچانے کے بجائے ہماری حفاظت اور دیکھ بھال کرو۔ ہماری تعداد بڑھانے کی کوشش کرو اور اگر غور کرو تو اس میں بھی

تمھارا ہی فائدہ ہے۔''

معانی واشارات

پشت لگانا	:	پیٹھ سے ٹیک لگانا
خوش گوار	:	اچھا لگنے والا، سہانا
مامور	:	حکم کیا ہوا، کام پر لگایا ہوا
جائے پناہ	:	پناہ کی جگہ
تائید کرنا	:	مدد کرنا، طرف داری کرنا
جذب کر لینا	:	اپنے اندر سمو لینا
ان گنت	:	بے شمار

مشق اور سوالات

ا۔ جواب دیجیے:

ا۔ بچے نے خواب میں کیا دیکھا؟

۲۔ درختوں سے ہمیں کیا کیا فائدے حاصل ہوتے ہیں؟

۳۔ ماحول کو بہتر بنانے میں درخت کیا کام کرتے ہیں؟

۴۔ درختوں کی حفاظت کے لیے ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

۵۔ درختوں کی خدمت اور دیکھ بھال کس طرح کرنی چاہیے؟

۶۔ اپنے علاقے کے دس درختوں کے نام لکھیے۔

۲۔ نیچے لکھے ہوئے الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

(ا) خوش گوار (۲) مامور (۳) تائید کرنا (۴) دارومدار

۳۔ نیچے لکھے ہوئے الفاظ کی ضد بتائیے:

(۱) گرمی (۲) دھوپ (۳) جان دار (۴) سیدھا (۵) نیچے

۴۔ اَن گنت دو لفظوں اَن اور گنت سے مل کر بنا ہے اور اس کے معنی ہیں بے شمار، یعنی جس کو گنا نہ جا سکے۔ اسی طرح آپ بھی "اَن" کے بعد کوئی لفظ بڑھا کر چار نئے الفاظ بنائیے۔

(۱) اَن ـــــــ (۲) اَن ـــــــ (۳) اَن ـــــــ (۴) اَن ـــــــ

۵۔ قوسین ( ) میں دیے گئے الفاظ میں مناسب لفظ چن کر خالی جگہیں پر کیجیے:

۱۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ درختوں نے ــــــ شروع کر دیا۔ (ہنسنا، بولنا)

۲۔ اللہ نے تمہیں اور بہت سی ــــــ ہوا، پانی اور دھوپ وغیرہ عطا فرمائی ہیں۔ (نعمتیں، راحتیں)

۳۔ کبھی آم، کبھی امرود، کبھی آلو بخارے، کبھی ــــــ کبھی کچھ اور (ککڑی، خوبانی)

۴۔ ایک دوسرے درخت نے پہلے درخت کی ــــــ کی (تردید، تائید)

۵۔ تمہاری زندگی اور ــــــ کا دارومدار صاف ہوا پر ہے۔ (صحت، بیماری)

۶۔ آپ نے کبھی کوئی اچھا خواب دیکھا ہے؟ تو اس کو اپنے درجہ کے ساتھیوں کو سنائیے!

☆☆☆

راج دربار کاٹھمانڈو

photos\m_Narayanhiti_Palace_Museum,_crop.jpg not found.

آج ماجد اور حامد آپس میں کئی دنوں کے بعد مل رہے تھے، ماجد درجہ پنجم کا طالب علم تھا اور حامد درجہ ششم کا، چند دنوں پہلے حامد ملک کی راجدھانی کاٹھمانڈو گھومنے گیا تھا، شہر گھومتے ہوئے اس نے کاٹھمانڈو میں بہت سی جگہوں کی سیر کی۔ حامد سے ملاقات ہونے پر ماجد نے حالات معلوم کیے۔

ماجد: حامد بھائی تین چار دن ہوگئے آپ کو دیکھا نہیں، کہاں چلے گئے تھے؟

حامد: میں اپنے ابو جان کے ساتھ کاٹھمانڈو گیا تھا۔

ماجد: کاٹھمانڈو کے بارے میں مجھے بھی کچھ بتاؤ۔

حامد: کاٹھمانڈو ہمارے ملک کی راجدھانی ہے، پہاڑوں کے بیچ ایک خوب صورت اور تاریخی شہر ہے، وہاں بھی الگ الگ مذہب کے لوگ آپس میں مل جل کر رہتے ہیں، مسجد، مندر، چرچ، گنبہ اور گرودوارہ وغیرہ تمام

مذاہب کی عبادت گاہیں اس شہر میں پائی جاتی ہیں، مسلمانوں کی قدیم ترین پنچ تکیہ کشمیری مسجد اور نیپالی جامع مسجد اسی شہر میں موجود ہیں، یہاں کی مشہور جگہوں میں راج دربار یعنی نارائن ہیٹی دربار بھی ہے۔ میں نے کاٹھمانڈو میں چڑیا گھر، فن پارک، دربار اسکوائر، شوئیمبھو بودھ مندر، پشوپتی ناتھ مندر، گھنٹہ گھر، نیپالی جامع مسجد اور کشمیری جامع مسجد کے علاوہ نارائن ہیٹی دربار کی بھی سیر کی۔ اسی کو راج دربار کہا جاتا ہے اور یہ دربار تو دیکھنے ہی کے لائق ہے۔

ماجد:- حامد بھائی آپ نے کاٹھمانڈو کی خوب سیر کی اور راج دربار بھی دیکھا۔ آپ نے اس میں کیا کیا دیکھا؟ کچھ ہمیں بھی بتائیں۔

حامد:- ہاں ماجد ہم نے وہاں بہت سی جگھوں کی سیر کی اور بڑا مزہ آیا۔ ہم نارائن ہیٹی دربار بھی گئے، اس میں داخل ہونے سے پہلے ایک بڑا سا دروازہ ہے جو بند رکھا جاتا ہے۔ البتہ یہاں لوگوں کو گھومنے کی اجازت دی جاتی ہے، مگر اس کے لیے ایک سو روپے کا ٹکٹ لینا پڑتا ہے، ہم نے اپنا آئی ڈی کارڈ دکھایا اور رعایتی ٹکٹ لیا اور اندر داخل ہوئے اور خوب گھومے پھرے۔

ماجد:- اچھا حامد بھائی میں نے سنا ہے وہ بہت بڑے رقبہ میں پھیلا ہوا ہے، اس کا کل رقبہ کتنا ہے؟

حامد:- درست سنا تم نے، یہ راج محل بہت بڑے علاقے میں پھیلا ہوا ہے، اس کا کل رقبہ 40833 / اسکوائر فٹ یا 753 روپنی ہے، یہ ملک نیپال کا سب سے بڑا راج محل ہے۔ اس محل کی پہلی بار 1886 عیسوی میں راج محل کے طور پر شمشیر جنگ بہادر رانا نے پرتھوی بیر بکرم شاہ کے لیے پرانی عمارت کو تڑوا کر بنوایا تھا اور موجودہ راج محل کو راجہ مہیندر نے دوبارہ سے سنہ 1963 عیسوی میں تعمیر کرایا تھا۔

ماجد:- اچھا تب تو اس میں بہت سے مکانات اور محل ہوں گے۔

حامد:- جی ہاں ماجد اس پورے دربار کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے، (مہمان خانہ، رہائشی بالا خانے، حکومتی امور کے دفاتر) ملکی معاملات دیکھنے کے لیے دفتر، اس میں کل 52 کمرے ہیں، اسے سدن کہا جاتا ہے اور

بادشاہوں اوران کے خاندان کے لوگوں کے رہنے کی جگہیں الگ ہیں۔اس محل کا باہری حصہ وکٹوریَن انداز پر تعمیر کیا گیا ہے جو بہت خوب صورت لگتا ہے۔

ماجد- حامد بھائی! اس محل میں اور کیا کیا چیزیں ہیں؟ ہمیں کچھ اور بتائیں، بڑا مزہ آرہا ہے۔

حامد:-اس محل کے اندر ایک خوب صورت استقبالیہ ہال ہے، باہر سے آنے والے مہمانوں کو اس ہال میں ٹھہرایا جاتا ہے اوران کا استقبال کیا جاتا ہے، اس کا نام کاسکی سدن ہے،اس ہال میں دوعدد بنگال ٹائیگر کی تصاویر ہیں،جن کا بادشاہ مہیندر اور بریندر نے شکار کیا تھا،اس ہال میں شاہی خاندان کے تمام بادشاہوں کی تصویریں لگائی گئی ہیں،اس سدن یعنی بڑے ہال میں راجہ، ملک کے وزرائے اعظم ،انچل آدھیش اور دیگر بڑے حکام اور وزراء کی حلف برداری کرایا کرتے تھے۔

ماجد:- یہ تو بہت خوب صورت محل ہے اور عجیب بھی،اور کیا کیا دیکھا آپ نے اس میں؟

حامد:- ہاں اس کے اندر ایک انتہائی خوب صورت ہال گورکھا بیٹھک ہے، جو اس محل کے بیچ میں ہے،اس ہال کو ہندو طرز تعمیر سے سجایا گیا ہے،اور کافی اونچا اور خوب صورت محل بنایا گیا ہے،اس ہال میں بادشاہ کا تاج،اس کا تخت اور اس کے پوشاک رکھے جاتے تھے،بادشاہت کے اہم فیصلے اور شاہی فرمان اسی ہال میں بیٹھ کر سنائے جاتے تھے، گورکھا بیٹھک کے دائیں طرف ڈولپا سدن ہوا کرتا تھا جہاں رانی صاحبہ اور دیگر لوگ بیٹھ کر شاہی فرمان کی کارروائی دیکھا کرتے تھے۔اس کے علاوہ دھنوشا دربار،لوگوں کے درشن کرانے اور بادشاہ کو تعظیم پیش کرنے کے لیے بنایا گیا تھا، جہاں سے عام لوگوں کو بھی بادشاہ کا دیدار کرایا جاتا تھا۔

ماجد:-سن کر بڑا مزہ آرہا ہے،مزید اس محل کے بارے میں کچھ بتائیے۔

حامد:- اس محل میں خوب صورت مکانات، باغات، رہنے کے لیے خوب صورتی سے سجائے ہوئے کمرے، ڈائننگ ہال، مہمان خانے، پوشاک، ہتھیار، بادشاہ کی تلواریں، بندوقیں، اور بھی بہت سی قیمتی اور نایاب چیزیں اور انتہائی انوکھی چیزوں سے سجائے ہوئے ہال، نہانے کے لیے سوئمینگ پل اور نہ جانے کیا کیا

ہیں۔

ماجد:- حامد بھائی! کیا ابھی بھی وہاں بادشاہ رہتے ہیں؟

حامد:- تم کو تو معلوم ہوگا کہ 2005 میں ملک سے بادشاہت کا خاتمہ ہوگیا ہے اور 2008 سے اسے شاہی محل کے بجائے اب قومی میوزیم میں تبدیل کر دیا گیا ہے، اس لیے آج کل ملک اور بیرون ملک کے سیاح یہاں گھومنے آتے ہیں اور اس محل کو دیکھ کر ملک کی تاریخ کے شاہی دور کا پتا چلتا ہے، ساتھ ہی اس محل کو دیکھ کر یہ بھی پتا چلتا ہے کہ اللہ جسے چاہتا ہے بادشاہت اور اقتدار دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے، اللہ کی طاقت اور قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں ہے۔ انسان کے پاس مال و دولت، عزت، شہرت اور اقتدار جو بھی ہے وہ عارضی ہے۔ حقیقی اور ہمیشہ کی عزت اور قوت کا مالک صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

ماجد:- حامد بھائی! بالکل ٹھیک کہا آپ نے، اس خوب صورت محل میں صدیوں سے شان بان اور ٹھاٹھ سے رہنے والے بادشاہ اور اس کے خاندان کا اسی میں خاتمہ کر دیا گیا اور دنیا کے لوگوں کے لیے وہ نمونۂ عبرت بن کر رہ گئے۔

حامد:- اگر تمہیں موقع ملے تو اپنے دوستوں کے ساتھ ضرور کاٹھمانڈو گھومنے جانا، یہ ہمارے ملک کی راجدھانی ہے، یہاں کا نیا پارلیمینٹ اور بہت سی جگھوں کو دیکھ کر ہمارے ملک کی ترقی کا پتہ لگتا ہے اور خاص طور پر اس محل کو دیکھ کر بہت سی تاریخی معلومات حاصل ہوتی ہیں اور نصیحتیں ملتی ہیں، اچھا اب اللہ حافظ۔

ماجد: اتنی اہم معلومات کے لیے بہت بہت شکریہ حامد بھائی! اللہ حافظ۔ اللہ آپ کو سلامت رکھے۔ آمین!

....

مشق و سوالات:

ا۔ کاٹھمانڈو کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

۲۔ کاٹھمانڈو راج دربار میں کیا کیا مشہور چیزیں ہیں؟

۳۔ کاٹھمانڈوا اپنے ابو جان کے ساتھ کون ٹہلنے گھومنے کون گیا تھا؟

۴۔ کیا آپ نے کوئی دربار دیکھی ہے؟

۵۔ آپ اپنے ابو جان کے ساتھ پچھلے سال کہاں گھومنے گئے تھے؟ اس کے بارے میں دس جملے لکھیے!

مشق:

الف: جب دو آدمی ایک دوسرے سے بات کرتے ہیں، ایک سوال کرتا ہے اور دوسرا جواب دیتا ہے تو اسے مکالمہ کہا جاتا ہے۔ اس سبق کو آپ بھی اپنے دوست کے ساتھ مکالمہ کی طرح بیان کیجیے!

ب: اس سبق سے دس مشکل الفاظ لکھیے اور اپنے استاذ سے اس کا معنیٰ معلوم کیجیے!

ج: کاٹھمانڈو دربار کے بارے میں آپ کیا کیا جانتے ہیں۔ آج جب گھر جائیے تو اپنے اپنی امی جان کو تفصیل بتائیے!

د: اس سبق سے دس اسم معرفہ تلاش کیجیے:

☆☆☆

محنت کا پھل

(نظم)

شفیع الدین نیّر

شفیع الدین نیّر اردو کے معروف شاعر تھے۔انہیں بچوں کا شاعر کہا جاتا ہے۔انہوں نے بچوں کے لئے بہت ساری نظمیں لکھیں۔ یہاں ہم نیر صاحب کی ایک نصیحت آمیز نظم پیش کر رہے ہیں جس میں بچوں کو محنت کے فائدے بتائے گئے ہیں۔

اے نونہال بچو! محنت سے کام کرنا
محنت کے بل پر ساری دنیا کو رام کرنا

محنت سے چل رہے ہیں دنیا کے کارخانے
محنت سے مل رہے ہیں ہر قوم کو خزانے

سب دست کاریوں میں ڈالی ہے جان اس نے
مزدور کو دکھا دی دولت کی کان اس نے

محنت کرے گا جو بھی، دولت اُسے ملے گی
راحت اسے ملے گی، عزت اسے ملے گی

جو قوم چاہتی ہے دنیا میں نام کرنا
نیّر وہ چاہتی ہے محنت سے کام کرنا

مشکل الفاظ کے معانی:

نونہال	:	کم عمر بچہ
بل پر	:	قوت پر
رام کرنا	:	اپنے بس میں کرنا
دست کاری	:	ہنر مندی، ہاتھ کے کام
کان	:	زمین کے اندر وہ مقام جہاں سے لوہا، سونا اور دوسری چیزیں نکالی جاتی ہیں

راحت : آرام

مشق اور سوالات

ان سوالات کے جواب لکھیے۔

سوال ۱۔ پہلے شعر میں شاعر بچوں کو کیا نصیحت کر رہا ہے؟

سوال ۲۔ قوموں کو خزانے کہاں سے مل رہے ہیں؟

سوال ۳۔ محنت نے مزدور کو کیا دکھا دیا؟

سوال ۴۔ محنت کرنے والوں کو کیا کیا ملے گا؟

سوال ۵۔ اس نظم کے شاعر کون ہیں؟

۲۔ نیچے لکھے ہوئے مصرعوں کو پورا کیجیے۔

۱۔ محنت کے بل پہ ساری دنیا کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کرنا

۲۔ محنت سے چل رہے ہیں دنیا کے۔۔۔۔۔۔۔۔

۳۔ سب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں ڈالی ہے جان اس نے

۴۔ محنت کرے گا جو بھی، دولت اسے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۵۔ جو قوم چاہتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں نام کرنا

۳۔ نیچے لکھے ہوئے الفاظ کا املا درست کیجیے۔

کارکھانے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دستی کاری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

قان۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

راھت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کوم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۴۔اس نظم سے آپ نے کیا سبق ملا؟ اسے پانچ جملوں میں لکھیے !

۵۔حروف ربط: ایسے الفاظ جو ایک لفظ کا دوسرے لفظ سے رابطہ پیدا کریں وہ حروف ربط کہلاتے ہیں۔ان کے بغیر جملہ پورا نہیں ہوتا۔جیسے: میں، نے، سے، وغیرہ۔

☆☆☆

شان دار فیصلہ

سب لوگ بہت غصے میں تھے اور چیخ چلا رہے تھے۔ ہر کوئی یہ چاہتا تھا کہ یہ عزت اُس کے قبیلے کو ملے۔ ان میں ایک فرد بھی ایسا نہیں تھا جو اپنے حق کی قربانی دیتا۔ ایک قبائلی بلند آواز سے بولا: حجرِ اسود ہم لگائیں گے۔

دوسرا اُٹھ کر بولا: یہ نہیں ہو سکتا۔ اس اعزاز کے حق دار ہم ہیں۔

photos\m_adli-wahid-cAQXApsh490-unsplash.jpg not found.

تیسرا بولا: "ہم مر جائیں گے لیکن یہ کام کسی اور کو نہیں کرنے دیں گے۔

جھگڑا خطرناک ہوتا جا رہا تھا۔ اس سے پہلے کہ تلواریں نکل آتیں، ابو اُمیہ نامی ایک

بوڑھا عرب بلند آواز میں بولا: ’’ٹھہرو! میرے ذہن میں ایک تجویز آئی ہے۔کل صبح جو شخص سب سے پہلے خانہ کعبہ کے صحن میں داخل ہو، اسے فیصلہ کرنے والا مان لیا جائے۔ وہ جو فیصلہ کرے سب اُسے قبول کر لیں۔‘‘

سب نے سوچا، تجویز تو شان دار ہے۔شاید اسی طرح مسئلے کا حل نکل آئے۔سب لوگ مان گئے اور اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔

حجر اسود سیاہ رنگ کا ایک پتھر ہے جو اللہ کے گھر خانۂ کعبہ کی دیوار میں لگا ہوا ہے۔ یہ بڑا مقدس پتھر ہے۔ خانۂ کعبہ کی زیارت کے لیے آنے والے حاجی اس پتھر کو بوسہ دیتے ہیں۔ بہت دنوں کی بات ہے کہ مکہ میں شدید بارش کی وجہ سے خانہ کعبہ کی عمارت کو نقصان پہنچا۔ پھر اس عمارت میں اتفاق سے آگ بھی لگ گئی جس سے اس میں دراڑیں پڑ گئیں۔خانہ کعبہ کی عمارت کم زور ہوگئی اور خوب صورتی بھی ختم ہوگئی۔ چناں چہ قریش کے تمام قبیلوں نے اس عمارت کو دوبارہ بنانے کا فیصلہ کیا۔سب لوگوں نے مل کر کام کیا۔اس طرح مل جل کر دیواریں بنادی گئیں۔

484_3145612798821526_2698325129 not found.

notos\m_774px-Maqam_Ibrahim,_Makkah.jp not found.

جب حجر اسود کو اس کی جگہ پر لگانے کا موقع آیا تو جھگڑا پیدا ہو گیا۔ بوڑھے ابو امیہ کی تجویز پر یہ جھگڑا وقتی طور پر ختم ہو گیا تھا۔ اب سارے لوگ انتظار کر رہے تھے۔ اگلی صبح جب لوگ بیدار ہوئے تو خانہ کعبہ کے دروازے سے سب سے پہلے داخل ہونے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ حضرت محمد ﷺ کو سب نے دیکھا تو سب کے سب بے اختیار پکار اٹھے: ''یہ تو محمد ﷺ ہیں۔ یہ امین ہیں۔ ہمیں اُن کا فیصلہ منظور ہو گا۔''

ہر کوئی آپ کی آمد پر خوش تھا۔ انہیں یقین تھا کہ آپ انصاف سے کام لیں گے اور آپ کا فیصلہ بہت شاندار ہو گا۔

انہوں نے آپ ﷺ کو اپنے جھگڑے کے بارے میں بتایا اور ان سے درخواست کی کہ آپ ہمارے درمیان فیصلہ کریں۔ ہم آپ ؐ کا فیصلہ مانیں گے۔ آپ ﷺ نے ایک چادر لانے کا حکم دیا۔ چادر لائی گئی تو آپ ﷺ نے اس چادر کو زمین پر پھیلا دیا۔ پھر حجر اسود کو اس کے درمیان میں رکھ کر فرمایا: ''اب ہر قبیلے کا ایک ایک نمائندہ چادر کا ایک ایک کونا تھام کر اسے خانہ کعبہ کے پاس لائے اور اوپر اٹھائے تاکہ اسے نصب کیا جا سکے۔''

اس طرح نبی ﷺ نے خود اپنے ہاتھوں سے اس پتھر کو دیوار کے کونے میں نصب کیا۔ آپ ﷺ کے اس شان دار فیصلے سے لوگ خوش ہو گئے۔ اس طرح امن بحال ہو گیا اور ایک بہت بڑا مسئلہ حل ہو گیا۔ نبی ﷺ کی اس دانش مندانہ تدبیر سے ایک بہت بڑا خطرہ ٹل گیا اور لوگوں کے دلوں میں آپ کی عزت اور بڑھ گئی۔

مشق اور سوالات

معنی یاد کیجیے:

منظور	:	قبول
آمد	:	آنا
نصب کرنا	:	لگانا
دانش مند	:	عقل مند
تدبیر	:	ترکیب
فرد	:	شخص
قبائلی	:	قبیلہ کا رہنے والا
اعزاز	:	عزت
تجویز	:	مشورہ
صحن	:	آنگن
مسئلہ	:	دشواری، مشکل
سیاہ	:	کالا
مقدس	:	پاکیزہ
زیارت	:	پاکیزہ سفر
بوسہ دینا	:	چومنا
بے اختیار	:	اچانک فوراً
بیدار ہونا	:	جاگنا

غور کیجیے:

- نبی اکرم ﷺ کی زندگی کے واقعات سے ہمیشہ اچھی اور اخلاقی باتیں سیکھنے کو ملتی ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ کس طرح جھگڑے کی ایک اہم وجہ کو آپ ﷺ نے اپنی تدبیر سے ختم کر دیا۔

ا۔ سوچیے، بتایئے اور لکھیے۔

ا۔ لوگ جھگڑا کیوں کر رہے تھے؟

۲۔ بوڑھے امیر نے کیا تجویز پیش کی؟

۳۔ حجر اسود کی خاص بات کیا ہے؟

۴۔ سب سے پہلے داخل ہوتے دیکھ کر لوگوں نے حضرت محمد ﷺ کی تعریف میں کیا کہا؟

۵۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فیصلہ دیا؟

۲۔واحد الفاظ کی جمع لکھیے۔

واحد: فرد حق تجویز مسئلہ عمارت موقع حکم

جمع: ....

۳۔اس سبق میں دو لفظ حق دار 'اور شان دار' آئے ہیں۔آپ بھی 'دار' لاحقہ لگا کر آٹھ الفاظ لکھیے!

۴۔نیچے دیے ہوئے لفظوں میں سے ایک دوسرے کے متضاد الفاظ تلاش کر کے نیچے لکھیے!

عزت جھگڑا سیاہ منظور امن سفید یقین

ناانصافی نامنظور ذلت بلند شک انصاف پست

۵۔ بلند آواز سے پڑھیے اور خوش خط لکھیے۔

قربانی حجراسود اعزاز تجویز مقدس دراڑیں

------- ------ ------- ------ ------- -----

۶۔نبی اکرم حضرت محمد ﷺ کی سیرت پاک کا کوئی ایسا واقعہ لکھیے جس سے آپ ﷺ کے اعلیٰ اخلاق کا اظہار ہوتا ہو۔

☆☆☆

مکہ کے سردار ابوطالب کی خدمت میں

پیارے نبی ﷺ کی دعوت تیزی سے پھیل رہی تھی۔سماج کا عطر اور اس کا مکھن آپ ﷺ کے گرد جمع ہو رہا تھا۔ یہ دیکھ کر شرک کے علم بردار بہت تلملائے۔اللہ کی عبادت سراسر بتوں کی موت تھی۔اسلام کی عزت کفر کے لیے سراپا ذلت تھی۔مسلمانوں کی سربلندی کافروں کے لیے خطرے کی گھنٹی تھی۔کافر غصے سے بے تاب ہو گئے۔بالکل آگ بگولا ہو گئے۔انہوں نے قسمیں کھائیں: ''اب ہم محمد (ﷺ) کے لیے ننگی تلوار ہیں۔جہاں پائیں گے، ستائیں گے۔جس طرح ہو سکے گا دل دکھائیں گے۔جسم کو بھی زخمی کریں گے۔روح کو بھی چھلنی کریں گے۔اور............اس کے دین کو مٹا کر چھوڑیں گے۔''

انہوں نے اپنے شاعروں اور بدمعاشوں کو آپ ﷺ کے خلاف بھڑکا دیا۔وہ آپ ﷺ کو گالیاں دیتے۔ وہ آپ ﷺ پر تہمتیں لگاتے۔اشعار میں آپ ﷺ کی ہجو کرتے۔لوگوں میں بدگمانیاں پھیلاتے۔آپ ﷺ کی عقل اور نیت پر حملے کرتے۔کوئی کہتا، یہ تو جادوگر ہے۔کوئی کہتا، اس پر تو جادو کا اثر ہے۔کوئی کہتا، اس کو شہرت کی ہوس ہے۔ ایک دن کچھ مشرک سردار کعبہ کے پاس جمع ہوئے اور آپ ﷺ موضوعِ سخن بنے: ''ارے، محمد (ﷺ) تو کہتا ہے، ہم لوگ مر جائیں گے۔تو پھر زندہ کیے جائیں گے اور اپنے کیے کا حساب دیں گے۔اچھے کاموں کا اچھا بدلہ پائیں گے اور برے کاموں کا برا۔اچھے کام کریں گے تو جنت میں جائیں گے۔ برے کام کریں گے تو جہنم میں جلیں گے۔''

پھر انہوں نے سوچا، ذرا محمد (ﷺ) کو بلائیں، اس سے کچھ بحث کریں۔اگر وہ اپنی باتوں میں سچا ہو گا تو

دلیل دے گا اور اگر جھوٹا ہوگا، محض دعویٰ ہی کرتا ہوگا تو ہم کو حق ہوگا، جتنا چاہیں ستائیں، اور اس میں ہم بالکل معذور ہوں گے۔ نہ کسی کو ملامت کا حق ہوگا اور نہ باز پرس کا۔

انھوں نے آپ ﷺ کی طرف ایک آدمی دوڑایا۔ آدمی آیا تو آپ ﷺ کو کچھ امید ہوئی۔ آپ ﷺ نے سوچا شاید حق اُن کی سمجھ میں آ گیا۔ شاید اب وہ ایمان لے آئیں۔ یہ سوچ کر آپ ﷺ بڑی تیزی سے اُن کی طرف گئے۔ لیکن............ وہاں تو کچھ اور ہی رنگ تھا۔ وہاں تو وہی دل خراش باتیں تھیں۔ وہی ضد اور نفرت کی ادائیں تھیں۔

انھوں نے کہا: ''ہم تو جانتے نہیں، عرب میں کوئی ایسا آدمی ہوا ہو، جس نے تمھاری طرح اپنی قوم کو تنگ کیا ہو۔ تم نے ہمارے دین میں عیب نکالا۔ ہمارے دیوتاؤں کو حقیر گردانا۔ ہمارے باپ دادا کو گم راہ کہا۔ یہی کیا؟ پوری قوم کو تتّر بتّر کر دیا۔ خود ہی بتاؤ کیا بات رہ گئی، جو تم نے نہیں کی۔ لیکن سنو، اب بھی ہم تم کو سینے سے لگانے کے لیے تیار ہیں۔ دولت، عزت، شہرت سب کچھ دینے کے لیے تیار ہیں۔ سنو: ''دولت کی تمنا ہو تو بتاؤ، تمھارے قدموں میں دولت کے ڈھیر لگا دیں۔ شہرت کی تمنا ہو تو بتاؤ، ہم تمھیں اپنا سردار بنا لیں، اور اگر کہیں دماغی مرض ہے یا سایہ ہو گیا ہے تو ہم تمھارے لیے اچھے سے اچھا علاج کا انتظام کریں۔ علاج تمھارا ہوگا، پیسہ ہمارا ہوگا۔''

آپ ﷺ کی عقل اور نیت پر یہ کتنا زبردست حملہ تھا!! آپ ﷺ کو بہت ملال ہوا۔ فرمایا: مجھ میں اس طرح کی کوئی بات نہیں۔ مجھ کو مال و دولت کی تمنا نہیں۔ شہرت یا بادشاہت کی بھی ہوس نہیں۔ میں تو اللہ کا رسول ہوں۔ اسی نے مجھے بھیجا ہے کہ تم کو غفلت سے چونکا دوں۔ برائی کا انجام بتا دوں، نیکی کا انجام سنا دوں۔ اور چاہو تو رب سے ملا دوں۔

ان باتوں کا کیا اثر ہوا؟ جاہلیت کی رگ اور بھڑک اُٹھی۔ اُن میں ایک غل مچ گیا۔ جو کچھ منہ میں آیا، بکنے لگے۔ الٹے سیدھے مطالبات بھی کیے۔ بولے: ''اگر سچ مچ اللہ کے رسول ہو اور اس نے تمھیں ہماری رہ نمائی کے لیے بھیجا ہے تو یہ مطالبے پورے کرو۔ پھر ہمیں یقین آئے گا اور ہم تمھاری باتیں مانیں گے۔''

کسی نے کہا: ''اپنے رب سے کہو، ہمارے لیے ایک چشمہ رواں کردے۔ چشمہ بھی ایسا جو زمزم سے زیادہ میٹھا ہو۔اور جیسے شام وعراق میں نہریں بہتی ہیں، ہمارے یہاں بھی بہنے لگیں۔''

کسی نے کہا، اگر نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہو تو اپنے رب سے کہو، تم کو باغوں اور محلوں میں رکھے۔سونے چاندی کے بہت سے خزانے دے دے تاکہ عیش کی زندگی گزرے۔ یہ کیا کہ ہماری طرح بازاروں میں مارے مارے پھرتے ہو۔روزی کے پیچھے خون پسینہ ایک کرتے ہو۔''

کسی نے کہا، یمامہ میں ایک آدمی ہے۔وہی تم کو یہ سب باتیں سکھاتا ہے۔تو سن لو، ہم رحمان پر تو ایمان لانے سے رہے۔ ہمارے سامنے آسمان پر چڑھو اور وہاں سے ایک تحریر لاؤ۔جس کو ہم بھی پڑھ لیں۔''

کسی نے کہا، فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں، انہی کو ہم پوجتے ہیں۔اب اگر اللہ اور فرشتوں کو سامنے لا کھڑا کرو یا آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہم پر گرادو تو ہم تم پر ایمان لے آئیں۔ذرا ہم ہم بھی تو دیکھیں، کیسی سزا اور کیسا عذاب ہے جس کی یہ دھمکیاں ہیں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پاک ہے میرا رب! کیا میں ایک پیغمبر کے سوا اور بھی کچھ ہوں؟

اللہ نے فرمایا: بابرکت ہے وہ ذات جو اگر چاہے تو تم کو اس سے بھی اچھی چیزیں دے دے۔جن کے نیچے سے نہریں رواں ہوں اور چاہے تو بہت سے محل دے دے۔''

ان لوگوں نے کہا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے تمہارے سامنے کتنی ہی باتیں رکھیں، لیکن تم نے ایک نہ سنی۔ہم نے کتنی ہی خواہشیں کیں، لیکن تم نے سب ٹھکرا دیں۔سن لو، اب ہم معذور ہیں۔اب ہمیں حق ہوگا، تمہارے ساتھ جیسا چاہیں، سلوک کریں۔یاد رکھو! ہم تمہاری جان لے کے ہی چھوڑیں گے۔اب یا تو تم رہو گے یا ہم۔''

انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا فیصلہ کرلیا۔بالکل آخری اور محکم فیصلہ۔

''لیکن اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کیا تو............ابوطالب کا کیا ہوگا؟ ان کے تو کلیجے میں آگ لگ جائے گی اور جہاں وہ بگڑے، سارے آل مطلب بگڑ جائیں گے۔یہی لوگ تو قریش کے سردار اور سرکار ہیں، وہ بگڑ گئے تو

پھر کیا بنے گا؟'' یہ خیال آتے ہی ان کی ہمت جواب دینے لگی اور سارے حوصلے پست ہو گئے۔

''مگر ہاں، ایک شکل ہے، کوئی ترکیب کی جائے۔ محمد (ﷺ) ابو طالب کی نظر سے گر جائے یا کم از کم اُن کا دل پھیکا ہو جائے کہ اُس کو قتل کریں تو وہ چپ چاپ رہیں۔'' بہت سوچا، بہت سوچا، کئی دن تک سوچا، آخر اُن نادانوں کی عقل نے مشورہ دیا: ابو طالب کے پاس اپنا ایک جوان لے کر جاؤ۔ طاقت ور، بہادر اور خوب رُو جوان! اُن سے کہو، اپنے بھتیجے کو دے دیں، اُس کی جگہ اِس جوان کو رکھ لیں!!

اپنی اِس بودی تدبیر پر قریش بہت مگن تھے۔ وہ ابو طالب کے پاس آئے۔ ساتھ میں ایک جوان بھی لائے۔ بولے: ''ابو طالب! یہ دیکھو، ولید ہے۔ قریش کا سب سے بہادر اور طاقت ور جوان، اور پھر دنیائے حسن کا بادشاہ۔ آج سے یہ آپ کا بیٹا ہے۔ ہر معاملہ میں صحیح مشورہ دے گا۔ ہر کام میں ہاتھ بٹائے گا۔ اِس کو اب آپ اپنے ہاں رکھیے اور اِس کے بدلے میں بھتیجے کو ہمیں دے دیجیے۔ اُس کا قصہ پاک کر دیں۔ خواہ مخواہ کے لیے اُس نے ایک فتنہ اٹھا رکھا ہے۔ ساری قوم کو تتر بتر کر کے رکھ دیا ہے۔ پھر اِس میں آپ کا کوئی گھاٹا بھی نہیں۔ آپ کو تو اُس سے قیمتی ہیرا مل رہا ہے۔''

قوم کے سمجھ داروں کی زبان سے ایسی سطحی باتیں!! اس قدر عجیب و غریب اور عقل سے ہٹی ہوئی باتیں!!

ابو طالب ہکا بکا رہ گئے۔ کچھ دیر وہ حیرت سے اُن کا منہ تکتے رہے، پھر بولے: ''ارے عقل کے مارے دیوانو! کتنا برا سودا کر رہے ہو تم! تمھارا بیٹا تو میں اپنے پاس رکھ کر پالوں، پوسوں اور موٹا کروں اور اپنے کلیجے کو دے دوں کہ تم اس کی تکہ بوٹی کرو؟ خدا کی قسم یہ تو قیامت تک نہ ہوگا!!''

عدی کا بیٹا مطعم، یہ بھی قریش کے سرداروں میں سے تھا، بولا: خدا کی قسم ابو طالب! قوم نے بہت انصاف کیا۔ لاکھ کوشش کی، ناگواری کی کوئی بات نہ ہو۔ لیکن میں دیکھ رہا ہوں، آپ ان کی کوئی بھی بات ماننے کو تیار نہیں!!''

ابو طالب: بخدا قوم نے ذرا بھی انصاف نہیں کیا۔ اصل میں تم نے ہمیں رسوا کرنے کا ہی فیصلہ کر لیا ہے۔

طے کرلیا ہے لوگوں کو ہمارے خلاف بھڑکاتے رہو گے۔ تو جاؤ، جو جی میں آئے کر دیکھو۔!''

مشق و سوالات:

۱۔ کس کی دعوت تیزی سے پھیل رہی تھی؟

۲۔ قریش کے سوالوں کے جواب میں پیارے نبی ﷺ نے کیا فرمایا؟

۳۔ قریش کے لوگوں نے آخر میں کس کے پاس جانے کا فیصلہ کیا؟

۴۔ ابوطالب نے قریش کے لوگوں کو کیا جواب دیا؟

۵۔ اپنے استاذ کی مدد سے اس سبق سے پانچ محاورے تلاش کیجیے۔

۶۔ درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیے:

شرک کے علم بردار	:	شرک کا جھنڈا اٹھانے والے، شرک و کفر کا غلبہ چاہنے والے
آگ بگولا ہو جانا	:	بہت زیادہ ناراض ہو جانا
ہجو	:	شعر میں کسی کی برائی بیان کرنا
ہوس	:	بری خواہش، ناجائز تمنا
معذور	:	مجبور، وہ آدمی جس کے پاس جائز وجہ ہو۔ جائز سبب والا
دل خراش	:	دل کو چھلنی کر دینے والا
محکم فیصلہ	:	پختہ فیصلہ
بودی	:	کم زور، گھٹیا

۷۔ ذیل الفاظ کا املا درست کیجیے:

داوت، الم بردار، موظوع، غفلت، فرستہ، ابوتالب۔

☆☆☆

اے بچو!

میری بھی تم نظم سنو گے ؟ اچھا اچھا اے بچو!
نظم مری دل کے کانوں سے سننا، اچھا، اے بچو!
ڈھونڈتی رہتی ہیں جو ہر دم، انسانوں کے عیبوں کو
ایسی آنکھوں والے سے ہے اندھا اچھا، اے بچو!
غیبت کرنے سے جو خوش ہو، جھوٹ کی عادت ہو جس کی
ایسے بولنے والے سے ہے گونگا اچھا ، اے بچو!
جو اوروں کی سُن کے بُرائی اچھلے کودے، ناچے گائے
ایسے کانوں والوں سے ، ہے بہرا اچھا ، اے بچو!
جو اللہ کے بندوں کو تکلیفیں دے اور دُکھ پہنچائے
ایسے ٹانگوں والے سے ، ہے لولا اچھا ، اے بچو!
جو انساں کی ہم دردی اور خوف خدا سے خالی ہو
ایسے دل سے پتھر کا ایک ٹکڑا اچھا، اے بچو!
سود، ڈکیتی، چوری، رشوت کی ناجائز دولت سے
پاک اور نیک کمائی کا اک پیسا اچھا، اے بچو!
جو زاہدؔ کی باتیں مانے، نیک بنے، نیکی پھیلائے
بس وہ ہے تم سب بچوں میں، بچہ اچھا، اے بچو!

معانی واشارات

بہرا	:	وہ شخص جو سُن نہ سکے
گونگا	:	وہ شخص جو زبان سے بول نہ سکے
لولا	:	وہ شخص جو پیروں سے معذور ہو۔ جو چل پھر نہ سکے

مشق اور سوالات

ا۔ جواب دیجیے:

ا۔ اندھے کو کن لوگوں سے بہتر بتایا گیا ہے؟

۲۔ گونگے اور لولے لوگوں کو کن لوگوں پر ترجیح دی گئی ہے؟

۳۔ کیسے دل سے پتھر کے ٹکڑے کو بہتر بتایا گیا ہے؟

۴۔ کس قسم کی کمائی کو حرام قرار دیا جاتا ہے؟

۵۔ کون سب سے اچھا بچہ ہوتا ہے، اس میں کس قسم کے اوصاف ہوتے ہیں؟

۲- حصہ الف اور حصہ "ب" کے بے ترتیب مصرعوں کو ترتیب سے جوڑ کر شعر مکمل کیجیے:

الف	ب
میری بھی تم نظم سنو گے اچھا اچھا اے بچو!	ایسے بولنے والے سے ہے گونگا اچھا اے بچو!
غیبت کرنے سے جو خوش ہو، جھوٹ کی عادت ہو جس کی	بس وہ ہے تم سب بچوں میں بچہ اچھا اے بچو!
جو زاہد کی باتیں مانے نیک بنے نیکی پھیلائے	نظم مری دل کے کانوں سے سننا اچھا، اے بچو!

۳۔ درج ذیل الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے:

(ا) رشوت (۲) سود (۳) غیبت (۴) ناجائز (۵) ہم دردی

۴۔ اندھا، بہرا، لولا، گونگا، ٹکڑا، ہم آواز الفاظ ہیں۔ آپ بھی درج ذیل الفاظ کے دو دو ہم آواز الفاظ لکھیے۔

دل ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ، ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دم ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ، ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رشوت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ، ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۵۔مندرجہ ذیل الفاظ کے نیچے ان کے متضاد لکھیے :

الفاظ	بچہ	نظم	پاک	پیسا	نیک	اچھا
متضاد						

۶۔ ناجائز دو لفظوں ''نا'' اور ''جائز" سے مل کر بنا ہے اور اس کے معنی ہیں جو جائز نہ ہو۔اس طرح آپ بھی "نا" کے بعد کوئی لفظ بڑھا کر چار بامعنی الفاظ بتائیے:

(۱) نا۔۔۔۔۔۔۔ (۲) نا۔۔۔۔۔۔ (۳) نا۔۔۔۔۔۔ (۴) نا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کچھ اور کام

الف: یہ نظم یاد کر کے درجے میں اور بچوں کے اجتماع میں سنائیے۔

ب: یہ نظم ابوالمجاہد زاہدؔ صاحب کی ہے۔اپنے استاذ سے پوچھ کر ان کی زندگی کے بارے میں پانچ جملے لکھیے۔

☆☆☆☆

سبق ۱۴۔

صحت کی عدالت میں

افراد

جج	پیش کار	محرر	چپراسی
صحت	انسپکٹر	ایک سپاہی	چار ملزم

(عدالت کا کمرہ کھلتا ہے۔ پیش کار اور محرر کاغذات ٹھیک کر رہے ہیں۔ چپراسی دروازے پر کھڑا ہے۔ انسپکٹر صاحب داخل ہوتے ہیں)۔

انسپکٹر : السلام علیکم پیش کار صاحب!

پیش کار : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔

آیئے انسپکٹر صاحب! جج صاحب کے آنے کا وقت قریب ہے۔ میں تو آپ ہی کا انتظار کر رہا تھا۔ آج تو آپ ہی کے چالان کیے ہوئے مقدمات کی پیشی ہے۔

انسپکٹر : (جیب سے کاغذات نکالتے ہوئے) آپ نے بلا وجہ انتظار کی زحمت گوارا کی، میں تو خود ہی حاضر ہو جاتا۔ فرمایئے میرے کتنے مقدمات پیش ہوں گے؟

پیش کار : (مقدمات کی فہرست دیکھتے ہوئے) زیادہ نہیں صرف چار ہیں۔

(اتنے میں جج صاحب سلام کرتے ہوئے داخل ہوتے ہیں)۔

(جج صاحب عدالت کی کرسی پر بیٹھ جاتے ہیں اور کارروائی شروع ہوتی ہے)۔

جج : پیش کار صاحب! مقدمات کی فہرست پیش کیجیے۔

پیش کار : (کاغذات پیش کرتے ہوئے) یہ لیجیے جناب!

جج : ملزم نمبر ایک پیش کیا جائے (چپراسی ملزم نمبر ایک کو پیش کرتا ہے)

جج : اس سے متعلق فردِ جرم سنائی جائے۔

انسپکٹر : جناب! یہ صبح کو اٹھ کر دانت نہیں مانجھتا اور گندے منہ کھانا شروع کر دیتا ہے۔

جج : (ملزم کو مخاطب کر کے) تم صحت کے قوانین کی اتنی کھلی خلاف ورزی کرتے ہو؟ کیا تمھیں اِس جرم کا اقرار ہے؟

ملزم : (سہمی ہوئی آواز میں) جی ہاں! بات یہ ہے کہ بھوک لگی ہوتی ہے اور مجھ سے صبر نہیں ہوتا۔

جج : اچھا تو تمھیں ایسی سزا ملنی چاہیے، جس کے ڈر سے تم آئندہ صبر کرنا بہتر خیال کرو۔ تمھیں قانونِ صحت کے مطابق ایک ہفتے کے لیے دردِ دنداں کی سزا دی جاتی ہے۔

(پیش کار صاحب فوراً سزا کا فارم بھر کر ملزم نمبر ایک کے حوالے کرتے ہیں اور سپاہی اُس کو لے کر باہر چلا جاتا ہے۔ باہر سے کراہنے کی آواز آتی ہے، جو رفتہ رفتہ مدھم ہوتی جاتی ہے)۔

جج : (مقدمات کی فہرست دیکھتے ہوئے مقدمہ نمبر دو، ملزم نمبر دو کو پیش کیا جائے۔

انسپکٹر : جناب! ملزم نمبر دو، یہ ہے، (اشارہ کرتے ہوئے) یہ رات کو اپنے کمرے کی کھڑکیاں بند کر کے اور منہ لحاف میں ڈھک کر سوتا ہے۔

جج : ملزم نمبر دو! کیا تم اپنے جرم کا اقرار کرتے ہو؟

(ملزم نمبر دو خوف سے کچھ بول نہیں پاتا اور کانپنے لگتا ہے)۔

جج : گویا تمھیں اقرار ہے! شکل سے تو تم اتنا بڑا جرم کرنے والے نہیں معلوم ہوتے۔ اللہ کی بہت بڑی نعمت تازہ ہوا ہے اور اُس کو تم رات بھر اپنے کمرے میں داخل نہیں ہونے دیتے۔ کیا یہ سچ نہیں ہے؟

ملزم : جی ہاں، ہے تو یہ سچ لیکن میں کیا کروں، مجھے بہت سردی لگتی ہے۔

جج : تو پھر اب سزا کی گرمی تم کو بتائے گی کہ کس طرح تھوڑی سردی

برداشت کر کے صحت کے قوانین کی پابندی کی جاتی ہے (مقدمے کی مِسل پر لکھتے ہوئے) قوانین صحت کی رُو سے ملزم نمبر دو کو زُکام اور نزلہ کی دی جاتی ہے۔ جب جب یہ قانون کے خلاف کرے گا، زُکام کی شدت بڑھتی جائے گی۔

(سپاہی ملزم کو لے کر پیش کار کے پاس آتا ہے اور سزا کا پرچہ لے کر باہر چلا جاتا ہے۔ باہر سے چھینکنے کی آوازیں آتی ہیں)۔

جج : (پھر مقدمات کی فہرست دیکھتے ہوئے حکم دیتا ہے) ملزم نمبر تین پیش کیا جائے اور فردِ جرم سنائی جائے۔

انسپکٹر : (تیسرے ملزم کو پیش کرتے ہوئے) جناب ! ملزم نمبر تین، کھانا کھانے کے بعد بھی وقت بے وقت کھاتا رہتا ہے۔ اس کے کھانے کا کوئی وقت نہیں۔

جج : کیا تم اِس جرم کا اقرار کرتے ہو کہ تم نہ صرف اُصولِ صحت کی خلاف ورزی کرتے ہو، بلکہ وقت بے وقت کھاتے رہنے سے والدین کی پریشانی کا باعث اور اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے رزق کو بے جا خرچ کرنے کے مجرم بھی بنتے ہو؟ اس طرح تم ایک ہی وقت میں تین جرائم کے مجرم ہو۔ (مجرم سر جھکا کر خاموش کھڑا رہتا ہے۔)

اچھا تو پھر تم کو قوانینِ صحت کی رو سے پیٹ کے درد کی سزا دی جاتی ہے (ملزم اپنا پیٹ پکڑے ہوئے کراہتا ہوا سپاہیوں کے ساتھ چلا جاتا ہے)۔

جج : مقدمہ نمبر چار ملزم نمبر چار پیش کیا جائے (اور پھر مقدمات کی فہرست

کے رجسٹر پر لکھنا بند کر دیتا ہے)۔

انسپکٹر : جناب! اس ملزم کو عام راستوں پر میں نے جا بجا تھوکتے ہوئے پایا اور منع کرنے کے باوجود اس نے جراثیم کے ڈھیر کے ڈھیر فضا میں بکھیر دیے۔

جج : صحت کی سرزمین میں یہ جرم نا قابل برداشت ہے۔تم ساری بستی کی فضا کو جراثیم سے آلودہ کر کے معصوم جانوں کو ہلاکت میں ڈالنا چاہتے ہو۔تمھارا جرم تو اتنا بڑا ہے کہ جتنی سخت سزا تم کو دی جائے کم ہے۔(مقدمہ کے کاغذات پر لکھتا ہوا بولتا جاتا ہے) اس ملزم کو قوانین صحت کے مطابق شدید کھانسی کی سزا دی جاتی ہے۔

(پیش کار اعلان کرتا ہے۔عدالت برخاست ہوتی ہے اور سپاہی ملزم نمبر چار کو لے جاتے ہیں اور ملزم نمبر چار اُن کے ساتھ بری طرح کھانستا ہوا جاتا ہے)۔

الفاظ و معانی

پیش کار	:	جج کے سامنے مقدمے کے کاغذات پیش کرنے والا محرر:تحریر کرنے والا،کلرک
فہرست	:	وہ کاغذ جس پر کسی چیز کی تفصیل لکھی ہوئی ہو
چالان کرنا	:	ملزم کو سرکاری ملازموں کے ساتھ مجسٹریٹ کے پاس بھیجنا
مقدمات	:	(مقدمہ کی جمع)عدالت کے سامنے پیش ہونے والے معاملے
کارروائی	:	کام کاج
فردجرم	:	عدالت کا وہ کاغذ،جس میں مجرم ٹھہرانے کا مضمون اور قانونی دفعہ،شہادت لینے کے بعد درج ہوتی ہے۔

دَنداں : دانت

مِسل : مقدمے کے کاغذات

برخاست ہونا : ختم ہونا، اٹھ جانا

جراثیم : (جرثومہ کی جمع) بیماری پھیلانے والے وہ چھوٹے کیڑے، جو خردبین کے بغیر نظر نہیں آتے۔

مشق اور سوالات

ا۔ جواب دیجیے:

ا۔ صحت کی عدالت میں دانت نہ مانجھنے والے کو کیا سزا دی گئی؟

۲۔ لحاف میں منہ ڈھک کر کیوں نہیں سونا چاہیے؟

۳۔ ملزم کو پیٹ کے درد کی سزا کیوں دی گئی؟

۴۔ چاروں ملزموں کے جرم بیان کیجیے؟

۵۔ سڑک پر تھوکنے کو جرم کیوں کہا گیا ہے؟

۲۔ مندرجہ ذیل میں واحد کی جمع اور جمع کے واحد لکھیے:

(ا) کاغذات (۲) وقت (۳) جرم (۴) مقدمات (۵) حکم (1) قوانین (۷) جراثیم

۳۔ مندرجہ ذیل الفاظ کی ضد لکھیے:

(ا) داخل ہونا (۲) کھڑا ہونا (۳) قریب (۴) زیادہ (۵) کھلا۔

کچھ اور کام

اس ڈرامے کو اپنے درجے کے بچوں کے سامنے پیش کیجیے اور اپنے استاد سے مدد لیجیے۔

☆☆☆☆

سبق ۱۵۔

رات کی رانی

اِک باغ سجا تھا پھولوں سے
بچوں کے ننھے جھولوں سے

سب بچے باغ میں آتے تھے
اور خوب مزے اُڑاتے تھے

پھولوں کو دیکھ کے ہنستے تھے
خود پھولوں جیسے لگتے تھے

سب پھولوں کے تھے رنگ جدا
نیلے پیلے تھے ہوش ربا

اِک تتلی باغ میں آتی تھی
جو سب کے من کو بھاتی تھی

وہ چومتی ڈالی ڈالی کو
اچھی لگتی تھی مالی کو

ہر پھول اُسی کا متوالا
نیلا پیلا یا ہو کالا

ایک دن تتلی نے کیا دیکھا
ایک پھول کھڑا سہما سہما

نہ کسی سے ملتا جلتا تھا
سب سے وہ اُکھڑا اُکھڑا تھا

تتلی جب یہ سب بھانپ گئی
تو پیار سے اُس کے پاس گئی

بولی تم کیوں ہو خفا خفا
سب سے رہتے ہو جدا جدا

کیوں سب کے دوست نہیں بنتے
کیوں سب کے ساتھ نہیں ہنستے

بولا وہ پھول ، کروں میں کیا؟
سب مجھ پہ ہنستے ہیں ہا ہا

تم دیکھو میرا رنگ ذرا
کیا دکھتا ہوں میں پھول بھلا؟

پھیکا پھیکا ہے رنگ میرا
کیوں بھائے سب کو سنگ میرا

کوئی تعریف نہیں کرتا کوئی بھی بات نہیں کرتا
اچھا ہوتا گر نہ ہوتا میں یوں دن رات تو نہ روتا
تتلی بولی سن میرے بھائی یہ کیا تیرے دل میں آئی
خوشبو تیری میٹھی میٹھی رنگت کا کیا ، جو ہے پھیکی
تجھ سے مہکے کونا کونا چھوڑو بھئی اب رونا دھونا
سیرت اچھی تیری سب سے تو سوچ ذرا میری ڈھب سے
رنگ تو آنی جانی ہے تیری خوشبو تو 'رانی' ہے
راتوں کو راج تیرا ہوگا تو اب سے دوست میرا ہوگا

found.

معانی یاد کیجیے:

خفا : ناراض، اُداس

سیرت : عادت

رنگ جدا ہونا : رنگ الگ الگ ہونا

ہوش ربا	:	ہوش اڑا دینے والا بہت خوب صورت
بھانپ لینا	:	کسی چھپی ہوئی بات کو سمجھ لینا
سنگ	:	ساتھ
ڈھب	:	طریقہ
متوالا	:	چاہنے والا

ا۔غور کیجیے:

- نظم میں شاعر نے پھیکی رنگت والے ایک پھول کا درد بیان کیا ہے جو دوسرے پھولوں کی طرح شوخ رنگ نہیں رکھتا ہے۔اس پھیکی رنگت والے پھول کو خدا نے ایسی مہک دی ہے کہ یہ پھول رات کو خوب مہکتا ہے اور رات کی رانی کے نام سے مشہور ہے۔
- آخری شعر میں 'ترا' اور 'مرا' دو لفظ آئے ہیں جو 'تیرا' اور 'میرا' کی چھوٹی شکل ہیں۔شاعر وزن کے لیے ایک یا دو حرف کم کر کے اس طرح لفظوں کا املا بدل سکتے ہیں۔

۲۔سوچیے، بتائیے اور لکھیے۔

ا۔باغ میں آنے والے بچے کیسے لگتے تھے؟ تتلی باغ میں آ کر کیا کرتی تھی؟

۲۔تتلی نے اُداس پھول سے کیا سوال کیا؟

۳۔تتلی کی بات سُن کر پھول نے کیا جواب دیا؟

۴۔تتلی نے پھول کو کیا کہہ کر بہلایا؟

۵۔اُس پھول کو رات کی رانی کیوں کہتے ہیں؟

۳۔ نیچے دیے ہوئے ہر محاورہ کے نیچے وہ شعر لکھیے جس میں محاورہ استعمال ہوا ہے اور پھر اس محاورے کو اپنے جملے

میں استعمال کیجیے:

۱۔ محاورہ : مزے اُڑانا

شعر:...۔

جملہ:...۔

۲۔ محاورہ : رنگ جدا ہونا

شعر:...۔

جملہ:...۔

۳۔ محاورہ : اکھڑا اکھڑا ہوتا

شعر:...۔

جملہ:...۔

۴۔ محاورہ : بھانپ لینا

شعر:...۔

جملہ:...۔

۵۔ محاورہ : دل میں آتا

شعر:...۔

جملہ:...۔

۶۔ محاورہ : من کو بھاتا

شعر:...۔

جملہ:...۔

شعر میں ایک ہی لفظ کو ایک ساتھ دو بار استعمال کرنے سے شعر میں ترنم یعنی موسیقی پیدا ہوتی ہے۔ جیسے وہ چومتی ڈالی ڈالی کو۔ اس نظم سے دو مصرعے تلاش کر کے لکھیے جس میں درج ذیل الفاظ دو دو مرتبہ استعمال ہوئے ہیں۔

خفا　　　جدا　　　پھیکا　　　میٹھی　　　کونا

۴۔ دیے ہوئے ہر بیان کے سامنے صحیح یا غلط لکھیے۔

۱۔ باغ میں آکر تتلی ایک ڈالی پر بیٹھی تھی کبھی دوسری ڈالی پر۔ ....

۲۔ پھول کو لگتا تھا کہ وہ اتنا حسین ہے کہ لوگ اُسے دیکھ کر ہنس دیتے ہیں۔ ....

۳۔ اس پھول کے ساتھ رہنا سب کو اچھا لگتا تھا۔ ....

۴۔ پھول کے خیال میں دن رات رونے سے بہتر یہ تھا کہ وہ پیدا ہی نہ ہوا ہوتا۔ ....

۵۔ تتلی نے بتایا کہ رنگ سے کوئی فرق نہیں پڑتا خوشبو کی وجہ سے لوگ تجھے پسند کریں گے۔......

۵۔ اس نظم کی کہانی کو اپنے الفاظ میں لکھیے۔

☆☆☆

حضرت سعید بن مسیّبؒ

حضرت سعید بن مسیّبؒ کا شمار مدینہ کے بڑے علماء میں ہوتا ہے۔ وہ بہت مشہور تابعی اور محدث تھے۔ آپ کے والد کا نام مسیّب تھا اور آپ کی کنیت ابو محمد ہے۔ آپ کے والد مسیّب اور دادا دونوں صحابی تھے۔ فتح مکہ کے دن مشرف باسلام ہوئے تھے۔ سعید ابن مسیّبؒ بڑے جلیل القدر تابعی اور ان نفوس قدسیہ میں تھے، جو اپنے علم و عمل کے اعتبار سے ساری دنیائے اسلام کے امام مانے جاتے تھے۔

ان کے عہد کے تمام علماء اس بات کا اعتراف کرتے تھے کہ سعیدؒ حفظ حدیث میں کمال رکھتے ہیں۔ امام زید العابدینؒ کہتے ہیں میں نے سعید بن مسیّبؒ سے بڑا حدیث جاننے والا نہیں دیکھا۔ علی بن مدائنیؒ کہتے ہیں کہ میں تابعین کی جماعت میں سعید بن مسیّبؒ سے زیادہ وسیع علم کسی کو نہیں۔

حضرت سعید بن مسیّبؒ کو شعر و سخن کا بھی ذوق تھا، وہ اسے خلاف تقویٰ نہیں سمجھتے تھے۔ البتہ خود شعر نہیں کہتے تھے مگر شعر سننا ان کو پسند تھا۔ حضرت سعید بن مسیّبؒ بڑے عابد و

زاہد بزرگ تھے۔ تقویٰ، دین داری، زہد و ورع، عبادت وریاضت جملہ فضائل میں بڑے بڑے تابعین کی صف تھے۔ وہ اس قدر ترک دنیا ناپسند کرتے تھے جس سے انسان اپنی عزت قائم نہ رکھ سکے۔ وہ زیتون وغیرہ کی تجارت کرتے تھے۔

اموی خلیفہ ولید کے عہد ۹۴ / ہجری میں مرض الموت میں مبتلا ہوئے۔ اپنے صاحبزادے محمد کو بلا کر تجہیز و تکفین وغیرہ کے متعلق وصیت کی کہ جنازہ پر سرخ چادر نہ اڑھائی جائے۔ ایسے بیان کرنے والے ساتھ نہ ہوں جو وہ اوصاف بیان کریں جو مجھ میں نہیں ہیں۔ کسی کو جنازہ اٹھانے کی اطلاع نہ دی جائے۔ صرف چار آدمی اٹھانے کے لیے کافی ہوں گے۔ وفات کے وقت عمر ۷۵ / سال تھی۔

غرض کہ حضرت سعید بن مسیّبؒ نہایت ایثار پیشہ، ہم درد وغم گسار، تکلفات سے پاک اور انسان دوست ہیں۔ مال و دولت اور جاہ وجلال ان کی نظر میں پرکاہ کے برابر وقعت نہیں رکھتے۔ ان کے نزدیک عزت وعظمت کا معیار انسان کا دین وایمان اور اخلاق و کردار ہے۔

سعیدؒ کی ایک صاحب زادی ہیں، جو بڑی حسین وجمیل تعلیم یافتہ، نیک اور سلیقہ شعار ہیں۔ خلیفہ عبدالملکؒ ان سے اپنے ولی عہد ولیدؒ کے لیے رشتہ مانگتا ہے، یہ انکار کر دیتے ہیں۔ عبدالملکؒ سخت دباؤ ڈالتا ہے، لیکن سعید ابن مسیّبؒ اپنے انکار پر قائم رہتے ہیں اور قریش کے ایک نہایت معمولی اور غریب آدمی عبداللہ بن وداعہؒ کے ساتھ اس کا نکاح کر دیتے ہیں۔ شادی جس انداز سے ہوتی ہے وہ بجائے خود آج ہمارے دور کے رسم ورواج اور

تکلفات میں گرفتار لوگوں کے لیے سبق آموز نمونہ ہے۔

عبداللہ بن وداعہؒ اکثر حضرت سعید بن مسیّبؒ کی مجلس درس میں شریک ہوا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ وہ کئی روز تک غائب رہے اور جب حاضر ہوئے تو چپ چاپ اور افسردہ تھے۔ سعیدؒ نے پوچھا: ''اتنے روز کہاں غائب رہے؟''

''میری بیوی کا انتقال ہو گیا تھا۔'' عبداللہ نے جواب دیا۔ ''مجھے کیوں خبر نہ دی۔ میں بھی جنازے میں شریک ہوتا۔'' سعیدؒ نے کہا، پھر فرمایا: ''عبداللہ تم جوان ہو، دوسری شادی کرلو۔''

''غریب آدمی ہوں، مجھے کون اپنی بیٹی دے گا۔''

''تمھیں اپنی بیٹی میں دوں گا۔'' سعیدؒ نے کہا۔ عبداللہ کچھ شرم سے اور کچھ ادباً خاموش رہے۔ ''چپ کیوں ہو گئے؟'' سعیدؒ نے پوچھا۔ ''آپ کی ذرہ نوازی ہے میں............'' سعیدؒ نے بات کاٹ دی اور کہا: ''اٹھو، انصار کے کچھ لوگوں کو بلا لاؤ۔'' عبداللہ نے ان کے حکم کی تعمیل کی۔ سعیدؒ نے ان کی موجودگی میں اپنی بیٹی کا نکاح عبداللہ سے کر دیا اور شام کے وقت خود اسے عبداللہ کے گھر چھوڑ آئے۔ ....

مشق اور سوالات

ا۔ درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیے:

تابعی کنیت جلیل القدر زہد و ورع تکلفات غم گسار

پرکاہ وقعت تجہیز و تکفین

۲۔جواب دیجیے:

ا۔حضرت سعید بن مسیبؒ کس زمانہ کے عالم دین ہیں؟

۲۔حضرت سعید بن مسیبؒ کی خوبیاں لکھیے۔

۳۔حضرت سعید بن مسیّبؒ نے اپنی بیٹی کی شادی کیسے کی؟

۴۔حضرت سعید بن مسیّبؒ کس چیز کی تجارت کرتے تھے؟

۲۔مناسب الفاظ سے خالی جگہیں پُر کیجیے:

غرض کہ حضرت سعید بن مسیّبؒ نہایت ایثار پیشہ، ہم درد و غم گسار، تکلفات سے پاک اور .... ہیں۔ مال و دولت اور جاہ وجلال ان کی نظر میں .... وقعت نہیں رکھتے۔ ان کے نزدیک عزت وعظمت کا معیار انسان کا .... ہے۔ سعیدؒ کی ایک صاحب زادی ہیں، جو بڑی حسین وجمیل .... اور سلیقہ شعار ہیں۔

۳۔مندرجہ ذیل الفاظ کی ضد لکھیے:

اعتراف کمال فضائل سلیقہ شعار افسردہ

۴۔مندرجہ ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

ذرہ نوازی مشرف بہ اسلام ہونا سبق آموز تعمیل جلیل القدر

کچھ اور کام

الف: اس سبق میں سے پانچ ایسے جملے چن کر لکھیے جن میں ضمیروں کا استعمال کیا گیا ہو۔

ب: آسان اور مثالی شادی کا ایک واقعہ آپ اپنے الفاظ میں لکھیے۔

ج: درج ذیل سطور کو صاف صاف لکھیے اور خط کشیدہ الفاظ کا مفہوم بتایے:

سعیدؒ کی ایک صاحب زادی ہیں، جو بڑی حسین و جمیل تعلیم یافتہ، نیک اور سلیقہ شعار ہیں۔

خلیفہ عبدالملکؒ ان سے اپنے ولی عہد ولیدؒ کے لیے رشتہ مانگتا ہے، یہ انکار کر دیتے ہیں۔ عبدالملکؒ سخت دباؤ ڈالتا ہے، لیکن سعید ابن مسیّبؒ اپنے انکار پر قائم رہتے ہیں اور قریش کے ایک نہایت معمولی اور غریب آدمی عبداللہ بن وداعہؒ کے ساتھ اس کا نکاح کر دیتے ہیں۔ شادی جس انداز سے ہوتی ہے وہ بجائے خود آج ہمارے دور کے رسم ورواج اور تکلفات میں گرفتار لوگوں کے لیے سبق آموز نمونہ ہے۔

عبداللہ بن وداعہؒ اکثر حضرت سعید بن مسیّبؒ کی مجلس درس میں شریک ہوا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ وہ کئی روز تک غائب رہے اور جب حاضر ہوئے تو چپ چاپ اور افسردہ تھے۔ سعیدؒ نے پوچھا: ''اتنے روز کہاں غائب رہے؟''

☆☆☆☆

اولمپک کھیل

اولمپک کھیل دنیا بھر میں مشہور ہے۔ یہ کھیلوں کا سب سے بڑا مقابلہ ہے۔ اس میں دنیا بھر کے کھلاڑی حصہ لیتے ہیں۔ یہ کھیل ہر چار سال بعد دنیا کے مختلف ملکوں کے بڑے شہروں میں منعقد ہوتا ہے۔ اولمپک کھیلوں کا اپنا جھنڈا ہے جس میں سفید زمین پر پانچ رنگوں یعنی نیلے، پیلے، کالے، ہرے اور لال رنگ کے دائرے بنے ہوئے ہیں۔ سفید رنگ امن کی نشانی

ہے۔ یہ پانچوں دائرے آپس میں ملے ہوئے ہیں۔ ان پانچ رنگوں میں ہر ملک کے قومی جھنڈے کا کوئی نہ کوئی رنگ شامل ہے۔ اس طرح دائرے میں بین الاقوامی برادری کے

نشان ہیں۔

پانچ رنگین دائروں کے نیچے پرچم کے سفید حصہ پر اولمپک کا نعرہ لاطینی زبان میں لکھا ہوا ہے۔ جس کے معنی ہیں اور تیز، اور بلند، اور طاقت ور۔

اولمپک کھیلوں میں دنیا کے بہت سے ملکوں کے ہزاروں کھلاڑی حصہ لیتے ہیں۔ ان کھیلوں کی افتتاحی تقریب بہت شان دار ہوتی ہے۔ افتتاحی پریڈ میں ہر ملک کے کھلاڑی قدم سے قدم ملا کر اسٹیڈیم میں چلتے ہیں۔ ان میں سب سے آگے یونان کے کھلاڑی ہوتے ہیں۔ اس کے بعد انگریزی حروف تہجی کے اعتبار سے دوسرے ممالک کے کھلاڑی ہوتے ہیں۔ میزبان ملک کے کھلاڑیوں کا دستہ سب سے آخر میں ہوتا ہے۔ اس کے بعد تمام ممالک کے کھلاڑی اسٹیڈیم کے درمیانی حصے میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اولمپک پرچم لہرایا جاتا ہے اور سب کھلاڑی مل کر اولمپک ترانہ گاتے ہیں۔

پھر ایک آدمی اپنے ہاتھ میں ایک مشعل لیے اسٹیڈیم میں داخل ہوتا ہے۔ یہ مشعل اولمپیا شہر میں جلائی جاتی ہے اور وہاں سے مختلف ملکوں کا سفر کرتے ہوئے اسٹیڈیم تک لائی

:\Users\hirae\Music\16275088413593.jpg not found.

ic\210722123849-tokyo-japan-olympic-to not found.

جاتی ہے۔اس شمع سے اسٹیڈیم میں موجود بڑی مشعل روشن کی جاتی ہے۔ یہ مشعل اولمپک کھیلوں کے ختم ہونے تک مسلسل جلتی رہتی ہے اور کھیلوں کے اختتام پر اس کو بجھا دیا جاتا ہے۔ان کھیلوں میں حصہ لینے کے لیے کھلاڑی کئی مہینوں تک زبردست محنت اور مشق کرتے ہیں۔ پرانے ریکارڈ توڑے جاتے ہیں اور نئے نئے ریکارڈ قائم کیے جاتے ہیں۔ پہلا، دوسرا اور تیسرا انعام پانے والوں کو سونے، چاندی اور کانسے کے تمغے دیے جاتے ہیں۔ انعام پانے والے ان تینوں کھلاڑیوں کے قومی جھنڈے لہرائے جاتے ہیں اور ان کے قومی ترانے بھی بجائے جاتے ہیں۔

اولمپک کھیلوں میں دنیا کے تمام اہم کھیل شامل ہیں، جن کی تعداد 40 سے زیادہ ہے۔ جیسے فٹ بال، ہاکی، باسکٹ بال، والی بال، واٹر پولو، ٹیبل ٹینس، تیراکی، کشتی، جوڈو،

.otos\m_7A3U7E35IVPIW6CCNO5QITA.j not found.

photos\m_CFER9893-scaled.jpg not found.

کراٹے، باکسینگ، سائیکل دوڑ، ویٹ لفٹنگ، تیراندازی، بادبانی کشتی رانی، گھوڑسواری، ایتھ لیٹکس، جمناسٹک، نشانہ بازی، شمشیرزنی اور بیڈمنٹن وغیرہ۔

اولمپک کھیلوں میں ہمارے ملک نیپال کی ٹیم نے 1964 میں پہلی بار حصہ لیا۔ نیپالی ٹیم نے کئی بار تمغہ بھی حاصل کیا۔ تیز بیر بورا شیر پا، ودھان لاما، سرسوتی چودھری، سونیا بھٹ، کلپنا پریار، الیگزنڈر شاہ، گوریکا سنگھ اولمپک کھلیوں میں حصہ لینے والے چند مشہور نام ہیں۔ ان کھیلوں میں حصہ لینا فخر کی بات ہے اور تمغہ جیتنا ایک کھلاڑی کی زندگی کا سب سے بڑا اعزاز ہے۔

ا۔ درج ذیل الفاظ کے معانی یاد کیجیے:

دائرہ	:	گولا
لاطینی زبان	:	قدیم روم کی زبان
اختتام	:	خاتمہ، آخر، ختم ہونا
بین الاقوامی	:	مختلف اقوام کا
افتتاح	:	شروع، آغاز
اعزاز	:	عزت، مرتبہ بڑھانا
تمغہ	:	سونے، چاندی اور کانسے کا بنا ہوا نشان جو انعام کے طور پر دیا جاتا ہے۔

۲۔ پڑھیے اور ان جملوں پر غور کیجیے:

- اولمپک کھیلوں کے بارے میں پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ پڑھنے لکھنے کے ساتھ ساتھ کھیل کود کی بھی بڑی اہمیت ہے۔ اس سے انسان تندرست تو رہتا ہی ہے ساتھ ہی کھیلوں میں حصہ لے کر اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرنے کا موقع بھی ملتا ہے۔
- اولمپک کھیلوں میں کھلاڑی ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے ہیں۔ ان مقابلوں سے یہ پیغام ملتا ہے کہ کسی

لڑائی جھگڑے کے بغیر صحت مند طریقے سے بھی ایک دوسرے سے مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔

۳۔سوچیے، بتائیے اور لکھیے۔

ا۔اولمپک کھیلوں کا جھنڈا کیسا ہے اور یہ کس بات کی علامت ہے؟

۲۔اولمپک کھیلوں کا نعرہ کیا ہے اور اس سے کیا پیغام ملتا ہے؟

۳۔اولمپک کھیلوں کی افتتاحی تقریب کے بارے میں بتائیے۔

۴۔اولمپک کھیلوں میں انعام پانے والے کھلاڑیوں کی عزت کس طرح کی جاتی ہے؟

۵۔کن کھلاڑیوں نے ملک کا نام روشن کیا؟

۴۔خالی جگہ مکمل کیجیے۔

ا۔یہ کھیل ہر.............................بعد دنیا کے مختلف مما لک کے شہروں میں منعقد ہوتے ہیں۔

۲۔یہ مشعل اولپیا شہر میں.............................کی کرنوں سے جلائی جاتی ہے۔

۳۔ پرانے ریکارڈ توڑے جاتے ہیں اور نئے ریکارڈ.............................کیے جاتے ہیں۔

۴۔ابھینو بندرا نے اولمپک کے.............................کے مقابلے میں سونے کا تمغہ جیتا۔

۵۔ان کھیلوں میں حصہ لیا.............................کی بات ہے۔

۵۔واحد کے لیے جمع اور جمع کے لیے واحد لکھیے۔

واحد	حالت	نشان	انعام	اعلان	
جمع		مما لک		اعزازات	

۶۔ان لفظوں کو بلند آواز سے پڑھیے اور خوشخط لکھیے۔

بین الاقوامی ....

افتتاحی ....

حروف تہجی	....	....	....	....
مشعل	....	....	....	....
تمغہ	....	....	....	....

۷۔ آپ کو کون سا کھیل سب سے زیادہ پسند ہے؟ اس پر ایک صفحہ کا مضمون لکھیے :

☆☆☆

ers\hirae\Music\k
hali.jpg not found.

بجلی کا کڑکا

الطاف حسین حالیؔ

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی
نئی اِک لگن دل میں سب کے لگا دی
اِک آواز میں سوتی بستی جگا دی
پڑا ہر طرف غل یہ پیغام حق سے
کہ گونج اُٹھے دشت و جبل نامِ حق سے
سبق پھر شریعت کا اُن کو پڑھایا
حقیقت کا گُر اُن کو اِک اِک بتایا
زمانہ کے بگڑے ہوؤں کو بنایا
بہت دن کے سوتے ہوؤں کو جگایا
کھلے تھے نہ جو راز اب تک جہاں پر
وہ دکھلا دیے ایک پردہ اُٹھا کر
کسی کو ازل کا نہ تھا یادِ پیماں
بھلائے تھے بندوں نے مالک کے فرماں
زمانہ میں تھا دورِ صہبائے بُطلاں
مئے حق سے محروم تھی بزمِ دوراں
اچھوتا تھا توحید کا جام اب تک
خمِ معرفت کا تھا منہ خام اب تک
نہ واقف تھے انساں قضا اور جزا سے
نہ آگاہ تھے مبداء و منتہا سے
لگائی تھی اِک اِک نے لَو ما سِوا سے
پڑے تھے بہت دور بندے خدا سے
یہ سنتے ہی تھرّا گیا گلہ سارا
یہ راعی نے للکار کر جب پکارا
کہ ہے ذاتِ واحد عبادت کے لائق
زبان اور دل کی شہادت کے لائق
اُسی کے ہیں فرماں اِطاعت کے لائق
اُسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق

لگاؤ تو لو اُس سے اپنی لگاؤ جھکاؤ تو سر اُس کے آگے جھکاؤ
اُسی پر ہمیشہ بھروسا کرو تم اُسی کے سدا عشق کا دم بھرو تم
اُسی کے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم اُسی کی طلب میں مرو گر مرو تم
مبرّا ہے شرکت سے اُس کی خدائی نہیں اُس کے آگے کسی کو بڑائی

الفاظ اور معانی

صوت ہادی	:	راہ دکھلانیوالے کی آواز۔
دشت وجبل	:	جنگل اور پہاڑ۔
راز	:	بھید
ازل کا پیاں	:	مراد وہ واقعہ جب عالم مثال میں اللہ پاک نے بنی نوع انسان سے الست بربکم فرما کر اقرار لیا تھا۔
صہبائے بطلان	:	جھوٹ کی شراب، مراد جھوٹ کا دور دورہ۔
مئے حق	:	اللہ کی محبت کی شراب، حق کا پیغام
بزمِ دوراں	:	زمانہ کی مجلس
توحید کا جام	:	خدا کو ایک ماننے کا عقیدہ، مراد ہے جام یعنی پیالہ
خم معرفت	:	حق کی پہچان کا مٹکا یا گھڑا جس کا منہ ابھی تک بند ہی تھا
قضاو جزاء	:	قیامت کے دن کا فیصلہ، آخری سزا اور بدلہ
مبدا و منتہا	:	یعنی پیدائش کے شروع سے اور زندگی کے اختتام یعنی عالم آخرت تک
راعی	:	چرواہا۔ مراد نبی جو اپنی اُمت کے لیے مثل چرواہے کے ہوتا ہے

مبرا ہے : یعنی پاک ہے، بری ہے

شرکت سے : اس عیب سے کہ اس کی عبادت میں کسی غیر کو بھی شریک اور ساتھی بنایا جائے۔

سوالات

۱۔ پہلی رباعی کا مطلب اپنے لفظوں میں بیان کیجیے!

۲۔ روزِ ازل کے پیمان سے کیا مراد ہے؟

۳۔ لگائی تھی اِک اِک نے لَو ماسِوا سے، اس کا مطلب کیا ہے؟

۴۔ پیارے رسول ﷺ نے دنیا کو کیا پیغام دیا؟

۵۔ آخری شعر کا مطلب بیان کیجیے!

مشق

پوری نظم کو زبانی یاد کریں اور سب مل کر اس ہفتہ روزانہ صبح پڑھا کریں!

☆☆☆

چاول کے دس دانے

پرانے زمانے کی بات ہے۔ ایک بادشاہ تھا جو بڑا چالاک اور لالچی تھا۔ وہ ہر سال اپنی رعایا سے چاول وصول کرتا اور شاہی گودام میں جمع کرا دیتا تھا۔ کئی برسوں تک چاول کی فصل بہت اچھی ہوئی اور بھولے بھالے کسان زیادہ تر چاول بادشاہ کے آدمیوں کو دیتے رہے۔ اپنے پاس صرف کھانے کے لیے بچا لیتے تھے۔ بادشاہ اور اُس کے آدمی ان سے وعدہ کرتے کہ ہم تمہارے لیے چاول جمع کر کے رکھ رہے ہیں، اگر کبھی فصل خراب ہوئی تو چاول

photos\m_pexels-polina-tankilevitch-410260.jpg not found.

تمہارے درمیان بانٹ دیے جائیں گے۔ ایک سال چاول کی فصل اچھی نہیں ہوئی۔ لوگوں کے پاس بادشاہ کو دینے کے لیے چاول نہیں تھے اور نہ ہی اپنا پیٹ بھرنے کے لیے۔ بادشاہ

کے کچھ نیک دل وزیروں نے بادشاہ سے بہت منت سماجت کی کہ حضور والا! اس سال فصل اچھی نہیں ہوئی ہے اور آپ کی رعایا کو کھانے پینے کی دقت ہو رہی ہے۔ شاہی گودام میں جو چاول جمع ہیں کیوں نہ لوگوں میں تقسیم کر دیے جائیں۔ آپ نے ان کو اس کا وعدہ بھی کیا تھا کہ جب فصل اچھی نہیں ہوگی تو تمہارے درمیان ہم چاول تقسیم کرا دیں گے۔

نہیں نہیں، بادشاہ نے کہا۔" کیا پتہ یہ قحط کتنے برس تک چلے"۔ اس طرح وقت گزرتا گیا اور لوگ بھوک سے مرنے لگے۔ لیکن بادشاہ نے چاول نہیں بانٹے۔ ایک دن بادشاہ نے اپنے خوشامدی وزیروں کو کھانے پر مدعو کیا۔ دعوت کے لیے گودام سے دو بورے چاول نکالے گئے اور ہاتھی پر رکھ کر شاہی محل کو روانہ کیے گئے۔ راستے میں عقیلہ نام کی ایک لڑکی نے دیکھا کہ بورے کے سوراخ سے چاول کے دانے گر رہے ہیں۔ عقیلہ بھاگ کر اس طرف گئی اور اپنے دوپٹے میں چاول روکتی اور اکٹھا کرتی ہوئی محل تک جا پہنچی۔ وہ بہت ہوشیار تھی۔ اُس نے تھوڑی دیر رک کر کچھ سوچا اور بادشاہ کے محل میں داخل ہونے لگی۔ دربان نے اندر جانے سے منع کرتے ہوئے کہا:" تم چاول چرا کر کہاں لے جا رہی ہو۔" عقیلہ بولی "میں نے چوری نہیں کی ہے۔ یہ چاول تو ایک بورے میں سے گر رہے تھے۔ میں انہیں بادشاہ کو واپس دینے آئی ہوں۔" جب بادشاہ نے لڑکی کے بارے میں سنا تو اسے اپنے پاس بلایا اور کہا تم نے میرے چاول بے کار جانے سے بچائے اور انہیں لوٹا بھی رہی ہو۔ مجھے اس بات سے بڑی خوشی ہوئی۔ بتاؤ میں تمہیں کیا انعام دوں؟ تم اس وقت جو مانگو گی تمہیں دیا جائے گا۔ عقیلہ

بولی "بادشاہ سلامت! مجھے کچھ نہیں چاہیے لیکن اگر آپ کچھ دینا ہی چاہتے ہیں تو مجھے چاول کے دس دانے دے دیجیے۔''

otos\m_pierre-bamin--LdilhDx3sk-unsplash.j not found.

photos\m_rice-storage-649x433.jpg not found.

بادشاہ نے کہا: "صرف دس دانے! تمھیں کوئی بڑا انعام دینا چاہتا ہوں، آخر میں ایک بادشاہ ہوں۔'' عقیلہ نے کہا، ''ٹھیک ہے اگر آپ انعام دینا ہی چاہتے ہیں تو آپ مجھے آج چاول کے دس وانے دیجیے، پھر اگلے دس دنوں تک ہر روز پچھلے دن دیے گئے دانوں کے دس گنے بڑھا کر دانے دیتے جائیں۔ بادشاہ نے کہا: ''اب بھی تم بہت کم مانگ رہی ہو۔ خیر تمہاری خواہش پوری کی جائے گی۔''

اس دن عقیلہ کو چاول کے دس دانے دیے گئے۔ دوسرے دن اسے سو دانے اور تیسرے دن ایک ہزار دانے دیے گئے۔ اب اس کے پاس کل ملا کر ایک ہزار ایک سو دس دانے ہو گئے۔ یعنی مٹھی بھر چاول۔ بادشاہ نے سوچا۔ یہ لڑکی ایمان دار تو ہے لیکن سمجھ دار نہیں ہے۔ اگر وہ اپنی اوڑھنی میں اکٹھا کیے

eated-on-a-terrace-with-a-hookah-with-two-cr not found.

ہوئے چاول لے جاتی تو زیادہ فائدے میں رہتی۔ چوتھے دن عقیلہ کو دس ہزار دانے ملے یعنی دو کٹورے چاول۔ پانچویں دن اسے ایک لاکھ دانے ملے یعنی چار چھوٹی تھیلیاں۔ چھٹے دن اُسے چاول کے دس لاکھ دانے دیے گئے جس سے ایک بڑی بوری بھری جاسکتی تھی۔ ساتویں دن عقیلہ کو ایک کروڑ دانے دیے گئے یعنی دس بڑی بوریاں۔ یہ چاول اُسے دس شاہی گھوڑوں پر لاد کر بھیجے گئے۔ آٹھویں دن عقیلہ کو چاول کی سو بوریاں دی گئیں۔

سو بوریاں جن میں دس کروڑ وانے تھے، پچاس اونٹوں پر لاد کر بھیجی گئیں۔ بادشاہ کو بڑی فکر ہوئی۔ اور وہ سوچ میں پڑ گیا کہ چاول کے دس دانے تو واقعی بہت بڑھ گئے ہیں۔ لیکن ایک اچھے بادشاہ کی طرح میں بھی اپنا وعدہ پورا کروں گا۔ نویں دن عقیلہ کو دو شاہی گوداموں کے سارے چاول بھیجے گئے۔ یعنی سو کروڑ یا ایک ارب دانے۔ بادشاہ کے پاس دینے کے لیے اب چاول بچے ہی نہ تھے۔ اس نے عقیلہ سے کہا: میرے پاس تو اب کچھ بچا ہی نہیں لیکن تم اتنے چاولوں کا کروگی کیا؟ اس نے جواب دیا۔ میں انہیں بھوکوں اور غریبوں میں تقسیم کروں گی اور ایک بورا آپ کو بھی دوں گی۔ لیکن آپ کو وعدہ کرنا ہوگا کہ آئندہ آپ اتنے ہی چاول جمع کریں گے جتنی آپ کی ضرورت ہو۔ میں وعدہ کرتا ہوں" بادشاہ نے شرمندہ ہو کر کہا۔ وہ دیر تک سوچتا رہا اور اب اس کی دنیا بدل چکی تھی۔ وہ رعایا کی بھلائی چاہنے والا ایک رحم دل اور مہربان بادشاہ بن گیا۔

....

مشق

درج ذیل الفاظ کے معانی یاد کیجیے:

رعایا	:	عوام، لوگ
منت سماجت	:	خوشامد، چاپلوسی
قحط	:	اناج کا بالکل نہ اگنا، سوکھا
مدعو کرنا	:	دعوت دینا
سوراخ	:	چھید
دربان	:	پہرے دار
مہربان	:	محبت کرنے والے والا، مہربانی کرنے والا

ا۔غور کیجیے:

- ریاضی کے ایک معمولی حساب نے عقیلہ کو کتنے زیادہ چاولوں کا مالک بنا دیا۔عقل مند آدمی آسانی سے اپنے کام نکال لیتا ہے۔
- عقیلہ کی نیت صاف تھی۔وہ غریبوں کی مدد کرنا چاہتی تھی۔جن لوگوں کی نیت ٹھیک ہوتی ہے وہ کامیاب ہوتے ہیں۔

۲۔سوچیے، بتایئے اور لکھیے۔

ا۔ چاول وصول کرتے وقت بادشاہ رعایا سے کیا وعدہ کرتا تھا؟

۲۔ قحط پڑنے پر بادشاہ نے اپنا وعدہ پورا کیوں نہیں کیا؟

۳۔ عقیلہ بادشاہ تک کس طرح پہنچی؟

۴۔ عقیلہ نے بادشاہ سے کیا انعام طلب کیا؟

۵۔ دسویں دن عقیلہ کو چاول کیوں نہیں دیے گئے؟

٦۔ بادشاہ سے حاصل کیے ہوئے چاولوں کا عقیلہ کیا کرے گی؟

۳۔ نیچے لکھے ہوئے جملوں کو دیے گئے لفظوں سے مکمل کیجیے۔

سمجھ دار مدعو فصل وعدہ رعایا

ا۔ وہ ہر سال اپنی.................. سے چاول وصول کرتا اور شاہی گودام میں جمع کرا دیتا۔

۲۔ ایک سال چاول کی.................. اچھی نہیں ہوئی۔

۳۔ ایک دن بادشاہ نے اپنے وزیروں کو کھانے پر............ کیا۔

۴۔ بادشاہ نے سوچا یہ لڑکی ایمان دار تو ہے لیکن............ نہیں ہے۔

۵۔ ایک اچھے بادشاہ کی طرح میں بھی اپنا............ پورا کروں گا۔

۴۔ نیچے لکھے ہوئے جملے کس نے اور کس سے کہا؟

کس نے کس سے

ا۔ ''نہیں نہیں کیا پتہ یہ قحط کتنے برس تک چلے۔''

۲۔ ''تم چاول چرا کر کہاں لے جا رہی ہو۔''

۳۔ ''خیر تمھاری خواہش پوری کی جائے گی۔''

۴۔ ''میں انھیں بھوکوں اور غریبوں میں تقسیم کروں گی۔''

۵۔ ''بلند آواز سے پڑھیے اور خوش خدا لکھیے۔''

۵۔ بلند آواز سے پڑھیے اور خوش خط لکھیے:

رعایا	منت سماجت	مدعو	دربان	مہربان
....	....	....	....	....

....	....	....	....	....
....	....	....	....	....
....	....	....	....	....

٦۔ان جملوں پر غور کیجیے۔

---۔ ایک بادشاہ تھا جو بڑا چالاک اور لالچی تھا۔

---۔ یہ لڑکی ایمان دار تو ہے لیکن سمجھدار نہیں ہے۔

---۔ چوتھے دن عقیلہ کو دس ہزار دانے ملے یعنی دو کٹورے چاول۔

ان جملوں میں چالاک، لالچی، ایمان دار، سمجھ دار، دس ہزار اور دو کٹورے اسم کی خوبی یا کیفیت کا بیان کرتے ہیں۔

وہ الفاظ جو کسی اسم کی خوبی یا خامی یا پھر کیفیت کو بیان کرتے ہیں انھیں صفت کہتے ہیں۔

ان جملوں میں چالاکی اور لالچ بادشاہ کی، ایمان داری اور سمجھداری لڑکی کی خوبیاں ہیں جب کہ دس ہزار اور دو کٹورے چاول کی مقدار یا کیفیت کا پتہ دیتے ہیں۔اس طرح دس ہزار اور دو کٹورے بھی صفت ہیں۔

٧۔ آپ اس سبق سے چھ صفت تلاش کر کے لکھیے۔

☆☆☆

پہاڑ اور گلہری

علامہ اقبالؒ

کوئی پہاڑ یہ کہتا تھا اِک گلہری سے — تجھے ہو شرم تو پانی میں جا کے ڈوب مرے
ذرا سی چیز ہے اِس پر غرور! کیا کہنا! — یہ عقل اور یہ سمجھ یہ شعور! کیا کہنا!
خدا کی شان ہے نا چیز چیز بن بیٹھیں! — جو بے شعور ہوں یوں با تمیز بن بیٹھیں!
تری بساط ہے کیا میری شان کے آگے — زمیں ہے پست مری آن بان کے آگے
جو بات مجھ میں ہے تجھ کو وہ ہے نصیب کہاں — بھلا پہاڑ کہاں ، جانور غریب کہاں!
کہا یہ سن کے گلہری نے منہ سنبھال ذرا — یہ کچی باتیں ہیں دل سے انہیں نکال ذرا!
جو میں بڑی نہیں تیری طرح تو کیا پروا! — نہیں ہے تو بھی تو آخر مری طرح چھوٹا
ہر ایک چیز سے پیدا خدا کی قدرت ہے — کوئی بڑا کوئی چھوٹا یہ اُس کی حکمت ہے
بڑا جہان میں تجھ کو بنا دیا اُس نے — مجھے درخت پہ چڑھنا سکھا دیا اُس نے
قدم اٹھانے کی طاقت نہیں ذرا تجھ میں — نری بڑائی ہے! خوبی ہے اور کیا تجھ میں
جو تو بڑا ہے تو مجھ سا ہنر دکھا مجھ کو — یہ چھالیا ہی ذرا توڑ کر دکھا مجھ کو
نہیں ہے چیز نکمی کوئی زمانے میں — کوئی برا نہیں قدرت کے کارخانے میں

....

معانی یاد کیجیے:

غرور	:	گھمنڈ
پست	:	کم، نیچا
شعور	:	سمجھ
نِری	:	صرف، پوری کی پوری
بے شعور	:	ناسمجھ
نکمی	:	ناکارہ
باتمیز	:	تمیزدار
حکمت	:	غور وفکر سے بھری بات
بساط	:	حیثیت
ہنر	:	کاری گری، مہارت
ناچیز	:	کم تر جس کی حیثیت نہ ہو

ا۔غور کیجیے:

- علامہ اقبالؒ اردو کے مشہور شاعر ہیں۔انھوں نے بچوں کے لیے ایسی نظمیں لکھی ہیں جن سے دنیا کے بارے میں سیکھنے کا موقع ملتا ہے۔
- پہاڑ اور گلہری کے درمیان گفتگو کے ذریعے اقبالؒ نے پیغام دیا ہے کہ کسی کو اپنی بڑائی پر غرور نہیں کرنا چاہیے۔

۲۔سوچیے، بتائیے اور لکھیے۔

ا۔ پہاڑ نے گلہری کو کیا مشورہ دیا؟

۲۔ پہاڑ کے خیال میں گلہری کو غرور کیوں نہیں کرنا چاہیے؟

۳۔ گلہری نے چھوٹا اور بڑا ہونے کے بارے میں پہاڑ کو کیا نصیحت کی؟

۴۔گلہری ایسے کون سے کام کر سکتی ہے جو پہاڑ نہیں کر سکتا؟

۵۔آخر میں شاعر نے کیا نصیحت کی ہے؟

۳۔ ہر ایک بات کے نیچے وہ مصرعہ لکھیے جس میں نیچے لکھی ہوئی بات کہی گئی ہے۔

۱۔ معمولی چیز کو اپنے اوپر غرور نہیں کرنا چاہیے۔

....

۲۔ پہاڑ کے مقابلے غریب جانور کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔

....

۳۔گلہری نے پہاڑ کو سنبھل کر بات کرنے کا مشورہ دیا۔

....

۴۔ ہر ایک چیز میں خدا کی قدرت نظر آتی ہے۔

....

۵۔ پہاڑ اپنی جگہ سے ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکتا

....

۴۔ اس نظم میں پہاڑ اور گلہری کے درمیان مکالمے ہیں۔ مکالمہ آپس کی بات چیت کو کہتے ہیں۔ آپ اپنی پسند کے دو مکالمے لکھیے:

الف:..

ب:..

۷۔آپ کے خیال میں پہاڑ اور گلہری میں سے کون زیادہ سمجھ دار ہے اور کیوں؟ تفصیل سے جواب دیجیے:

....

....

....

....

....

....

....

☆☆☆

photos\m_pexels-pixabay-458976.jpg
not found.

کمپیوٹر

found.

آپ نے شہر کے ہر دکان دار کے پاس ایک چھوٹا سا آلہ دیکھا ہوگا، جسے کیلکو لیٹر کہتے ہیں۔ یہ ایک سادہ مشین ہے۔ دکان دار اس کی مدد سے فوراً بل تیار کر لیتا ہے۔ اسے اب انگلیوں پر گننے یا کاغذ پنسل لے کر دیر تک حساب کرنے کی ضرورت نہیں۔ بس چیزوں کی مقدار دیکھی، وزن دیکھا اور اس آلے میں ہندسوں کے بٹن دبا دیے۔ ضرب اور جمع کے عمل خود بہ خود ہو گئے۔ ادھر گاہک نے مال سنبھالا نہیں کہ بل حاضر، اسی لیے اس کا نام کیلکو لیٹر یعنی حساب کرنے والا پڑ گیا۔

آج ہم آپ کو ایک ایسی مشین کے بارے میں بتائیں گے جو کیلکو لیٹر سے بھی زیادہ

عجیب اور تیز ہے۔ اس کا نام کمپیوٹر ہے۔ کمپیوٹر اس طرح کام کرتا ہے، جس طرح انسانی دماغ کام کرتا ہے۔ انسانی دماغ تو کبھی کبھی غلطی بھی کر جاتا ہے، باتیں بھول بھی سکتا ہے لیکن کمپیوٹر سے اس طرح کی غلطی نہیں ہوتی ہے۔ آج کمپیوٹر ہر گھر اور ہر آفس کا ضروری حصہ بن گیا ہے۔

جس طرح انسانی دماغ معلومات کا خزانہ ہوتا ہے، اسی طرح کمپیوٹر میں بھی ہر قسم کی معلومات جمع کر سکتے ہیں۔ اسے فیڈنگ (Feeding) کہتے ہیں۔ آپ کمپیوٹر کو معلومات دے کر بھول جائیں لیکن اُس میں وہ معلومات محفوظ رہتی ہیں۔ اُن معلومات کو خاص مقصد کے لیے استعمال کے قابل بنانا پروگرامنگ (Programming) کہلاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اب کمپیوٹر کو اس کام کی پوری معلومات حاصل ہوگئی ہیں اور وہ حسب ضرورت معلومات فراہم کرنے کے قابل ہو گیا ہے۔ اب آپ اُس کمپیوٹر کے ذریعے سے اس کام سے متعلق کوئی بھی مسئلہ حل کرنا چاہیں تو وہ ایک ماہر کی طرح اُن کا حل پیش کر سکتا ہے۔

اگر آپ اُس میں موسم اور موسمیات کے اصول کی معلومات جمع کرتے ہیں تو کمپیوٹر موسم کے بارے میں پیش گوئی کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ آپ چاہیں تو کمپیوٹر میں تاریخ، سائنس یا ریاضی کے اصول بھی جمع کر سکتے ہیں۔ گویا وہ اُن اصولوں سے ایک انسان کی طرح واقف ہو جاتا ہے، پھر یہی واقف کار کمپیوٹر ایک اُستاد کی طرح اُن مضامین کو پڑھانے کے قابل ہو جاتا ہے۔

چھوٹے چھوٹے اسکول، آفس، مسجد و مدرسے، شاپنگ سینٹر میں کمپیوٹر ضرور ملے گا۔

لکھنے پڑھنے، حسابات اور ریکارڈ رکھنے، ڈیزائن کرنے، کتاب، بک لیٹ، پمفلیٹ اور بینر بنانے اور پرنٹ کرنے، آڈیو اور ویڈیو جمع کرنے غرض بہت کام کمپیوٹر سے لیے جاتے ہیں۔ کمپیوٹر اب ہر جگہ استعمال ہونے لگا ہے۔ بینک ہو یا فیکٹری، بڑی دوکان ہو یا آفس، تجربہ گاہ ہو یا لائبریری، اسپتال ہو یا تجارتی دفاتر۔ بڑے پیمانے پر کام کرنے والی فیکٹریوں یا صنعت گھروں میں ایسے کمرے بھی ہوتے ہیں، جہاں انسان کی جان کو خطرہ بھی لاحق ہوسکتا ہے۔ ان کمروں میں انسان نما بڑے بڑے کمپیوٹر رکھ دیے جاتے ہیں۔ ایسے انسان نما کمپیوٹر کو روبوٹ (Robot) کہتے ہیں۔ آج کل خلائی پرواز والے راکٹ کی اُڑان میں اور فضا کی معلومات حاصل کرنے میں بھی کمپیوٹر بہت مفید ثابت ہو رہے ہیں۔

مطلع ابر آلود ہو اور ہر طرف دھند چھائی ہوئی ہو تو اُڑتے ہوئے ہوائی جہاز کے پائلٹ کو وہ ہوائی پٹی صاف نظر نہیں آتی جہاں جہاز کو اتارنا ہے۔ ایسے وقت میں کمپیوٹر رہ نمائی کرتا ہے اور پائلٹ کے سامنے لگے ہوئے پردے پر ہوائی پٹی کا خاکہ بنا دیتا ہے۔ موسمیات کے دفتر میں کمپیوٹر کی مدد سے موسم کی کیفیت معلوم ہوتی ہے۔ بڑے صنعت گھروں میں کمپیوٹر ایک اُستاد کی طرح کاریگر کو ہدایت دیتے رہتے ہیں۔ اب ایسے کمپیوٹر بھی بن گئے ہیں جو نظمیں لکھ سکتے ہیں اور ساز بجا سکتے ہیں۔ بڑے اسپتالوں میں ایسے کمپیوٹر نصب ہوتے ہیں، جو مرض کی دوا تجویز کرتے ہیں اور عمل جراحی میں ہدایت دیتے ہیں۔ شروع شروع میں جو

کمپیوٹر بنائے گئے تھے ان کی جسامت بہت زیادہ ہوتی تھی، لیکن پچھلی دو تین دہائیوں میں بہت ترقی ہوئی۔ وہی کمپیوٹر جو پہلے ایک کمرے کی جگہ لیتے تھے اب سمٹ کر اتنے چھوٹے، اتنے سبک ہو گئے ہیں کہ ایک ننھے بچے کی مٹھی میں سما سکتے ہیں، لیکن تعجب یہ ہے کہ ان کے کام کرنے کی صلاحیت پہلے سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔

کمپیوٹر کی حیرت انگیز ایجاد اور اُس کی روز بروز بڑھتی ہوئی ترقی کی وجہ سے لوگ اس نئے دور کو کمپیوٹر کا دور کہنے لگے ہیں۔ اس ترقی کو دیکھ کر آدمی حیرت میں پڑ جاتا ہے کہ اس کی کیا انتہا ہوگی اور یہ سلسلہ کہاں جا کر رکے گا۔ ہوسکتا ہے کہ کچھ ہی دنوں میں ہر گھر میں امی جان کی رسوئی کا کام کمپیوٹر ہی کر لیا کرے۔ وہی چولھا جلائے، وہی مکسر میں مسالہ تیار کر لے، وہی ہانڈی چڑھائے، مسالہ تیار ہوتے ہی مکسر آپ ہی آپ بند ہو جائے۔ کھانا پکتے ہی چولھا خود بہ خود بجھ جائے۔ ادھر ابا جان گھر میں داخل ہونا چاہیں اور دروازہ خود بہ خود کھل جائے۔ گھر میں کوئی نہ ہو تو کمپیوٹر خود ہی فون کے پیغام ٹیپ کرے۔ سبزی اور کرانے کے سامان ختم ہو جائیں تو کمپیوٹر ہی آرڈر کرے، کمپیوٹر ہی گھر کی صفائی کرے، میلے کپڑے دھو لیا کرے۔ وہ دن بھی آسکتا ہے جب دکانیں کھلی ہوں، دُکان دار غائب ہوں اور گاہک کمپیوٹر کو بل ادا کرے۔ امی جان کسی کو پیسے اُدھار دے کر بھول بھی جائیں تو کمپیوٹر صاحب اُنھیں یاد دلا دیں اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی بتا دیں کہ منے کے اسکول کی فیس ادا کرنی ہے۔

اب تو ان میں سے بہت سی باتیں حقیقت میں ہونے بھی لگی ہیں۔

آپ نے دیکھا، کمپیوٹر کتنی کارآمد اور مفید شے ہے۔ سائنس کی اس تیز رفتار ترقی کو دیکھ کر بے اختیار اقبال کا یہ شعر زبان پر آتا ہے:

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں
محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

معانی واشارات

نصب کرنا	:	کسی جگہ پر لگانا
عمل جراحی	:	آپریشن
کارآمد	:	کام آنے والا، فائدہ مند
مفید	:	فائدہ پہنچانے والا
عمل داری	:	حکومت
مطلع	:	چاند یا سورج کے نکلنے کی جگہ
جسامت	:	موٹائی، ڈیل ڈول
محوحیرت ہونا	:	حیرت میں ڈوب جانا

مشق

ا۔ جواب دیجیے:

ا۔ کیلکو لیٹر کس کام آتا ہے؟

۲۔ "پروگرامنگ" کسے کہتے ہیں؟

۳۔"فیڈنگ" سے کیا مراد ہے؟

۴۔"روبوٹ" کسے کہتے ہیں؟

۵۔کمپیوٹر کی مدد سے کون سے گھریلو کام کیے جاسکتے ہیں؟

۶۔کمپیوٹر کے چند فوائد بیان کیجیے؟

۲۔مندرجہ ذیل الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے:

(۱)مقدار (۲)آلہ (۳)محفوظ (۴)فضا (۵)نرخ (۶)صلاحیت

۳۔دکان دار دو لفظوں دکان اور دار سے مل کر بنا ہے اور اس کے معنی ہیں دکان والا۔اسی طرح آپ بھی دار سے پہلے کوئی لفظ بڑھا کر تین بامعنی الفاظ بنایئے:

(۱)--------دار (۲)--------دار (۳)--------دار

۴۔درج ذیل موصوف کے سامنے ان کی صفت لکھیے:

موصوف	صفت
مشین	
کمپیوٹر	
مطلع	
استاد	
موسم	
مضامین	

☆☆☆

بندر اور مگرمچھ

ایک ندی تھی، ندی کے کنارے ایک بہت بڑا پیڑ تھا، پیڑ پر ایک بندر رہتا تھا۔ پیڑ پر خوب پھل لگتے تھے۔ وہ پھل بڑے بھی ہوتے تھے، میٹھے بھی اور رسیلے بھی۔ بندر خوب مزے لے لے کر ان کو کھاتا اور اکیلا اپنے دن ہنسی خوشی گزار رہا تھا۔

ایک دن ایسا ہوا کہ ایک مگرمچھ تیرتا ہوا ندی کے کنارے آیا۔ بندر نے اس سے پوچھا:

’’تم کون ہو بھائی ؟ اور کہاں سے آ رہے ہو؟‘‘

found.

مگرمچھ نے کہا: " میں مگرمچھ ہوں۔ بڑی دور سے آیا ہوں۔ میں دن بھر کھانے کی تلاش میں گھومتا رہتا ہوں۔

بندر نے کہا: اللہ کی مہربانی سے ہمارے یہاں تو کھانے کی کوئی کمی نہیں۔ اس پیڑ پر ڈھیروں پھل لگے۔ ہیں۔ تم بھی چکھ کر دیکھو تم کو اچھے لگیں گے تو میں اور دے دوں گا، جتنا جی چاہے کھاؤ۔'' یہ کہہ کر بندر نے کچھ پھل توڑ کر مگر مچھ کی طرف پھینکے۔

مگر مچھ نے انھیں چکھ کر کہا: ''واہ واہ! یہ تو بڑے مزے دار پھل ہیں۔'' بندر نے اور بہت سے پھل گرا دیے۔ مگر مچھ انھیں بھی چٹ کر گیا اور بولا: ''کل اگر پھر آؤں تو اور کھلاؤ گے؟"

photos\m_mzl_jrbjctef_480x480-75.jpg not found.

بندر نے کہا: ''کیوں نہیں؟ روزانہ آؤ اور جتنا جی چاہے کھاؤ''

مگر مچھ اگلے دن آنے کا وعدہ کر کے چلا گیا۔

دوسرے دن مگر مچھ پھر آیا۔ اس نے پھر پیٹ بھر کر پھل کھائے اور بندر سے خوب مزے مزے کی باتیں کرتا رہا۔ بندر اکیلا تو تھا ہی۔ اسے ایک دوست مل گیا۔ وہ بہت خوش ہوا۔

اب تو مگر مچھ ہر روز آنے لگا۔ دونوں پیٹ بھر کر پھل کھاتے اور بڑی دیر تک بات چیت کرتے رہتے۔ ایک دن یوں ہی باتوں باتوں میں بندر نے کہا: ''بھائی مگر مچھ میں دنیا

میں اکیلا ہوں، اکیلا، میرا کوئی بھی نہیں ہے۔

مگرمچھ نے بات کاٹ کر کہا: "بندر بھائی! میں تو اکیلا نہیں ہوں۔ میری ایک بیوی بھی ہے جو گھر پر رہتی ہے۔ میرا گھر ندی کے دوسرے کنارے پر ہے۔"

بندر نے کہا: "تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا؟ تم نے کہا ہوتا تو میں پہلے ہی بھابی کے لیے کچھ بھیجتا"

جب مگرمچھ جانے لگا تو بندر نے اس کی بیوی کے لیے تھوڑے سے پھل ساتھ کر دیے۔ مگرمچھ کی بیوی کو یہ رسیلے پھل بہت پسند آئے۔ اس نے مگرمچھ سے کہا: "میرے لیے روزانہ یہی رسیلے پھل لایا کرو"

بندر اور مگرمچھ میں بڑی گہری دوستی ہوگئی۔ مگرمچھ روزانہ بندر سے ملنے کے لیے جاتا۔ خود بھی جی بھر کر پھل کھاتا اور اپنے ساتھ پھل گھر بھی لے جاتا۔

مگرمچھ کی بیوی کو یہ پھل تو اچھے لگتے تھے لیکن بندر کی دوستی ایک آنکھ نہ بھاتی تھی۔ ایک دن اُس نے کہا: " مگرمچھ اور بندر میں بھی کہیں دوستی رہی ہے۔ مگرمچھ تو بندر کو مار کر کھا جاتے ہیں۔ تم ضرور جھوٹ بولتے ہو۔"

مگرمچھ نے کہا: "میں سچ کہتا ہوں وہ بندر بہت اچھا ہے۔ بے چارہ روزانہ تمھارے لیے بہت سے پھل بھیجتا ہے۔ اگر بندر سے دوستی نہ ہوتی تو میں یہ پھل کہاں سے لاتا۔ میں خود تو پیڑ پر چڑھ نہیں سکتا۔"

مگر مچھ کی بیوی نے سوچا: اگر بندر روزانہ اتنے مزے دار پھل کھاتا ہے تو اس کا گوشت بھی بڑا لذیذ ہوگا۔''

یہ سوچ کر اس نے مگر مچھ سے کہا: ''ایک دن تم بھی اپنے دوست کو اپنے گھر آنے کی دعوت دو۔ میرا بھی جی چاہتا ہے کہ اس سے ملوں۔''

مگر مچھ نے کہا: ''مگر وہ تو خشکی پر رہنے والا جانور ہے۔ پانی میں کیسے تیر سکے گا؟''

اس کی بیوی نے کہا: "تم اُس کو دعوت تو دو۔ بندر بڑا چالاک جانور ہے وہ یہاں آنے کی کوئی نہ کوئی صورت ضرور نکال لے گا۔''

مگر مچھ بندر کو دعوت نہیں دینا چاہتا تھا۔ اس کی بیوی روزانہ اس سے پوچھتی۔ یہ بتاؤ بندر کو کب لاؤ گے؟ کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر مگر مچھ اسے ٹال دیتا تھا۔

مگر مچھ کی بیوی نے سوچا کہ اس طرح کام نہیں چلے گا۔ اس کی سمجھ میں ایک ترکیب آئی۔ اس نے ایک دن اپنی بیماری کا بہانہ کیا اور مگر مچھ سے بولی۔ ''میں بہت بیمار ہوں۔ جب تک میں بندر کا کلیجا نہیں کھاؤں گی، اچھی نہیں ہوسکوں گی۔''

بندر کا کلیجا؟ مگر مچھ نے حیران ہو کر پوچھا۔

مگر مچھ کی بیوی نے کراہتے ہوئے کہا: ''ہاں! بندر کا کلیجا۔ اگر تم چاہتے ہو کہ میں بچ جاؤں تو اپنے دوست بندر کا کلیجا لا کر مجھے کھلاؤ۔''

مگر مچھ حیران رہ گیا۔ اس نے بڑے غمگین لہجے میں کہا: ''بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ وہی

تو میرا ایک دوست ہے۔ میں کیسے اس کے ساتھ دشمنی کروں؟''

اس کی بیوی نے کہا: 'اچھی بات ہے اگر تم کو اس کی دوستی زیادہ پیاری ہے تو تم اُسی کے پاس جا کر رہو۔ تم یہی چاہتے ہو کہ میں مر جاؤں نا؟''

اب تو مگرمچھ بڑی اُلجھن میں پڑ گیا۔ یہ بات اُس کی سمجھ میں نہیں آرہی تھی کہ کرے تو کیا کرے۔ اگر وہ بندر کا کلیجا لائے تو اس کا دوست مارا جائے گا اور نہیں لاتا تو اس کی بیوی کی جان جاتی ہے۔ وہ آنکھوں میں آنسو بھر کر بولا۔ " میرا ایک ہی تو دوست ہے۔ میں اس کی جان کیسے لے سکتا ہوں تم ہی بتاؤ نا؟

اس کی بیوی نے کہا: ''تو کیا ہوا؟ ہم ٹھہرے مگرمچھ اور مگرمچھ تو جان لیتا ہی ہے۔''

مگرمچھ کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے۔ اُس کی عقل کام نہیں کر رہی تھی۔

تھوڑی دیر سوچ میں ڈوب گیا پھر چلا اور بندر کے پاس پہنچا۔ بندر تو ہر روز کی طرح مگرمچھ کا انتظار ہی کر رہا تھا۔ اس نے پوچھا: ''ارے دوست! آج کیوں اتنی دیر ہوگئی؟ سب خیریت تو ہے نا؟''

مگرمچھ نے کہا: ''میرے اور میری بیوی کے درمیان ایک بات پر جھگڑا ہو گیا ہے۔ وہ تم سے ملنا چاہتی ہے۔ مجھ سے کئی بار کہہ چکی ہے اور میں اسے ٹالتا رہا لیکن اس کو اصرار ہے۔ وہ مجھ سے کہہ رہی تھی کہ میں تم کو آج ضرور بالضرور اپنے ساتھ لیتا آؤں۔ اگر تم میرے ساتھ نہیں چلو گے تو وہ مجھ سے بہت خفا ہو جائے گی۔

بندر نے ہنس کر کہا: "بس اتنی سی بات ہے۔ میں تو خود بھابھی سے ملنا چاہتا ہوں لیکن سوال یہ ہے کہ میں پانی میں چلوں گا کیسے؟ میں تو ڈوب جاؤں گا۔"

مگر مچھ نے کہا: "تم اس کی فکر نہ کرو۔ میں تمھیں اپنی پیٹھ پر بٹھا کر لے جاؤں گا۔"

بندر چلنے کے لیے راضی ہو گیا۔ وہ پیڑ سے اترا اور اچھل کر مگر مچھ کی پیٹھ پر سوار ہو گیا۔

مگر مچھ جب ندی کے بالکل بیچ میں پہنچا تو بجائے آگے جانے کے پانی میں نیچے اترنے لگا۔ بندر ڈر گیا اور بولا: یہ کیا کر رہے ہو مگر مچھ بھائی! ذرا اور نیچے اترو گے تو میں ڈوب کر مر جاؤں گا۔"

مگر مچھ نے کہا: "بھائی بات دراصل یہ ہے کہ میری بیوی بہت بیمار ہے اور اس کا ایک ہی علاج ہے۔ اسے بندر کا کلیجا کھلاؤں گا تبھی وہ اچھی ہو سکے گی۔ یہاں کوئی اور بندر تو نہیں ہے۔ میں نے سوچا ہے کہ تم کو مار کر تمھارا کلیجا اپنی بیوی کو کھلا دوں گا۔ یہ سنتے ہی بندر کا ہوش جاتا رہا۔ موت اس کی آنکھوں کے سامنے ناچنے لگی۔ اُس نے سوچا کہ بس اب تو ہوش مندی اور چالاکی ہی سے اپنی جان بچائی جا سکتی ہے۔ یہ سوچ کر اس نے ایک زوردار بناوٹی قہقہہ لگاتے ہوئے کہا:

"میرے پیارے دوست! یہ تم نے پہلے ہی کیوں نہیں بتایا؟ میں تو بھابھی کو بچانے کے لیے خوشی خوشی اپنا کلیجا دے دوں گا لیکن وہ تو اُسی پیڑ پر لٹکا ہوا ہے۔ میں جب کہیں جاتا ہوں تو اسے سینے سے نکال کر وہیں رکھ دیتا ہوں۔ آج بھی اُسے اپنے ساتھ نہیں لایا ہوں۔ تم

نے اسی وقت کہا ہوتا تو میں پیڑ سے اترتے وقت ہی آج اپنا کلیجہ ساتھ میں لے لیتا۔‘‘

مگرمچھ نے کہا:’’ چلو واپس چلیں، پیڑ پر سے فوراً اپنا کلیجا لے آنا، اگر دیر لگی تو میری بیوی کی بیماری بڑھ جائے گی۔‘‘

مگرمچھ لوٹا اور بڑی تیزی سے تیرتا ہوا ندی کے کنارے پیڑ کے پاس پہنچا۔

جیسے ہی وہ کنارے پر پہنچا، بندر تیزی سے کود کر پیڑ پر چڑھ گیا اور ہنس کر مگرمچھ سے بولا۔ ارے بیوقوفوں کے بادشاہ! جاؤ اپنے گھر جاؤ۔ اپنی بیوی سے کہنا کہ تم دنیا کے سب سے بڑے بیوقوف ہو۔ بھلا کہیں کوئی اپنا کلیجہ نکال کر الگ بھی رکھتا ہے۔‘‘ یہ کہہ کر بندر نے ایک بڑا سا پھل توڑ کر مگرمچھ کے سر پر زور سے مارتے ہوئے کہا: یہ لو میرا کلیجا۔ مگرمچھ چوٹ کھا کر بلبلا اُٹھا اور فوراً وہاں سے بھاگ نکلا۔

معانی واشارات

مگرمچھ	:	گھڑیال
رسیلے	:	رس دار
ایک آنکھ نہ بھاتا	:	بالکل پسند نہ آنا
ترکیب کرنا	:	صورت نکالنا، تدبیر کرنا
الجھن	:	پریشانی، مشکل
سٹی گم ہونا	:	گھبرانا، بوکھلانا

موت آنکھوں کے سامنے ناچنا : موت کا خیال آنا، بہت مشکل میں پڑ جانا

ہوش مندی : سمجھ داری، عقل مندی

مشق

۱۔ جواب دیجیے:

۱۔ بندر اور مگر مچھ کی دوستی کیسے ہوئی؟

۲۔مگر مچھ کی بیوی نے بیماری کا بہانہ کیوں بنایا؟

۳۔ مگر مچھ نے بندر کو ندی کے اس پار لے جانے کے لیے کیا تدبیر اختیار کی؟

۴۔بندر نے اپنے کلیجے کے بارے میں مگر مچھ کو کیا بتایا؟

۵۔پیڑ پر چڑھ کر بندر نے مگر مچھ سے کیا کہا؟

۲۔مناسب الفاظ کی مدد سے خالی جگہیں پر کیجیے:

۱۔میں تو دن بھر کھانے کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں گھومتا رہتا ہوں۔

۲۔مگر مچھ نے انھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کر کہا واہ وا! یہ تو بڑے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پھل ہیں۔

۳۔بندر اور مگر مچھ میں بڑی گہری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہوگئی۔

۴۔ مگر مچھ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔رہ گیا۔اس نے بڑے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہجے میں کہا۔

۳۔مندرجہ ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

(۱)الجھن میں پڑنا (۴)چٹ کر جانا (۳)بات کاٹنا (۴)ایک آنکھ نہ بھانا (۵)

سِٹی گُم ہونا۔

۴۔درج ذیل الفاظ کی ضد لکھیے :

پسند، مزے دار، خشکی، غمگین، بے وقوف

۵-اس کہانی کو اپنے لفظوں میں لکھیے ۔

قواعد

یہ جملہ غور سے پڑھیے:"احمد نے کھایا"

اس جملے میں احمد فاعل ہے اور کھایا فعل ہے، پھر بھی جملے کا مطلب پورا نہیں ہوتا۔سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کھایا؟

جب ہم یہ کہتے ہیں کہ "احمد نے کھانا کھایا" تو بات پوری ہوجاتی ہے۔اس جملے میں ' کھایا' فعل متعدی ہے۔

فعل متعدی: وہ فعل جو اپنے فاعل کے ساتھ مل کر پورے معنی نہیں دیتا بلکہ مطلب پورا کرنے کے لیے مفعول کی ضرورت ہوتی ہے۔

اسے فعل متعدی" کہتے ہیں۔" اب یہ جملے پڑھیے:

ا۔دونوں نے پیٹ بھر کر پھل کھائے۔

۲۔بندر نے اور بہت سے پھل گرادیے۔

پہلے جملے میں " پھل "مفعول ہے اور" کھائے "فعل متعدی اور "دونوں" فاعل ہے۔

دوسرے جملے میں " پھل "مفعول ہے " گرادیئے "فعل متعدی اور بندر" فاعل" ہے۔

فعل لازم: وہ فعل ہے جو صرف فاعل سے مل کر اپنی بات پوری کرلے جیسے:

(ا) بندر کودا (۲) مگر مچھ رویا۔۔ان جملوں میں "بندر " اور " مگر مچھ " فاعل ہے۔ " کودا" اور

"رویا"؛فعل ہے۔فعل وفاعل دونوں مل کر مطلب پورا کر دیتے ہیں۔

کچھ اور کام

فعل متعدی اور فعل لازم کی پانچ پانچ مثالیں لکھیے۔

☆☆☆

قرآن مجید اللہ کی کتاب

کسی کتاب کی اہمیت کا اندازہ دو چیزوں سے لگایا جاسکتا ہے۔ایک تو یہ کہ اس کا مصنف کون ہے۔دوسری یہ کہ اس کا موضوع کیا ہے۔اگر کتاب کا لکھنے والا کوئی گم نام سا فرد ہو اور اُس کا موضوع غیر اہم ہو تو ظاہر ہے ہم تو اس کتاب کو نہ تو خریدیں گے اور نہ ہی پڑھیں گے۔لیکن اگر کتاب کا لکھنے والا وہ ہو جو اس کائنات کا اور ہم سب کا خالق ہو اور اُس کا موضوع ہماری دنیا اور آخرت کی زندگی ہو۔تو کیا اُس سے اہم کوئی اور کتاب ہوسکتی ہے؟ بالکل نہیں ہوسکتی۔

ہمارا رب ہم سے آخر کیا چاہتا ہے؟ اُس نے ہمیں اس دنیا میں کیوں بھیجا ہے؟ اس دنیا میں افراد اور قوموں کے ساتھ جو کچھ اچھا یا برا پیش آتا ہے وہ آخر کیوں ہوتا ہے؟ ہمیں زندگی کے مختلف مسائل کو کس طرح حل کرنا چاہیے؟ اس دنیا میں امن کیسے قائم ہوسکتا ہے؟ کسی چیز کے اچھے یا برے ہونے کا معیار کیا ہے؟ اس زندگی کے بعد دوسری زندگی میں ہمیں کن حالات کا سامنا کرنا پڑے گا؟ ہمارے لیے زندگی گزارنے کا ایسا کون سا راستہ ہے جو

اگلے جہاں کی زندگی کو خوشی اور کام یابی سے بھر دے؟ یہ وہ اہم سوالات ہیں، جن کا جواب صرف اور صرف اللہ ہی دے سکتا ہے۔

اس کتاب کی پہلی خصوصیت یہی ہے کہ یہ اللہ کی کتاب ہے۔ دنیا کی تمام دوسری کتابوں سے زیادہ مقدس اور عزت والی کتاب ہے۔

دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اس کتاب میں کوئی شک نہیں ہے۔ یعنی اس میں کسی انسان کی طرف سے کوئی بات شامل نہیں ہوئی ہے۔ جو کچھ اس میں لکھا ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور بالکل سچ ہے۔ جیسا لکھا ہے ویسا ہی ہو کر رہے گا اور پہلے بھی ایسا ہی ہوتا رہا ہے۔ اس کتاب کی کوئی بات نقصان دہ یا غیر ضروری نہیں ہے۔

تیسری خصوصیت یہ ہے کہ یہ کتاب اللہ کے بندوں کے لیے ہدایت کا ذریعہ ہے۔ اگر کوئی صحیح راستے کو جاننا چاہتا ہے تو اسے قرآن پڑھنا ہوگا۔ قرآن پڑھ کر عام انسانوں کو روشنی ملتی ہے اور جو اللہ سے ڈرتے ہیں وہ ہدایت پاتے ہیں۔

چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ قرآن شفا ہے۔ یہ محض ایک کتاب نہیں بلکہ اس کے ذریعے سے قوموں اور افراد میں جو اخلاقی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں، اُن کا علاج بھی ممکن ہے۔ مثال کے طور پر لوگوں میں تکبر پیدا ہو جاتا ہے۔ جب وہ قرآن پڑھتے ہیں تو انھیں معلوم ہوتا ہے کہ ساری بزرگی اللہ ہی کے لیے ہے اور سارے انسان اللہ کے بندے ہیں۔ کسی گورے کو کالے پر اور کسی امیر کو غریب پر بڑائی حاصل نہیں ہے۔

پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ یہ کتاب رحمت اور برکت کا سرچشمہ ہے۔ جو اس کتاب کو پڑھتا ہے وہ اللہ کے قریب ہو جاتا ہے۔ جو اس کتاب پر عمل کرتا ہے وہ اللہ ہی کا ہو جاتا ہے۔ اُس کا ہر عمل اللہ کو محبوب ہوتا ہے اور وہ دنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں رحمت و برکت حاصل کرتا ہے۔ جب لوگ اسے پڑھتے ہیں تو ان کی آنکھوں سے آنسو نکل آتے ہیں اور ان کے دل لرز جاتے ہیں۔ اس کتاب کا نور ان کے دلوں پر چھا جاتا ہے۔

چھٹی خصوصیت یہ ہے کہ یہ کتاب اسلام اور کفر میں فرق کرتی ہے۔ یہ صحیح کو غلط سے الگ کر کے بتاتی ہے۔ نیکی کو برائی سے چھانٹتی ہے اور حق کا بول بالا کرتی ہے۔ جو لوگ اس کتاب کو مانتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں وہ غالب ہو جاتے ہیں، جو لوگ اس کتاب کا انکار کرتے ہیں یا اس پر شک کرتے ہیں وہ ناکام ہو کر رہتے ہیں۔

ساتویں خصوصیت یہ ہے کہ اس کتاب کا تعلق صرف نماز، زکوۃ اور روزہ جیسے دینی معاملات ہی سے نہیں ہے بلکہ انسان کی ساری زندگی سے ہے۔ یہ کتاب جہاں تربیت کے لیے اصول دیتی ہے، وہاں حکومت چلانے کے لیے بھی احکام دیتی ہے۔ جہاں نماز کے بارے میں بتاتی ہے، وہاں لین دین کا نظام بھی بتاتی ہے۔ جہاں تقویٰ کے بارے میں بتاتی ہے، وہاں انسانی تعلقات کے بارے میں بھی راہ نمائی کرتی ہے۔ قرآن کی یہ ساری خصوصیات اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ ہم اس کتاب قرآن پاک کو اپنی تعلیم کا اہم حصہ بنالیں، جس پر ساری زندگی کی کام یابی کا انحصار ہے۔

معانی واشارات

اہمیت	:	ضرورت، مرتبہ، برتری
موضوع	:	مضمون، عنوان۔ وہ بات جس کا ذکر ہے/ کیا جائے۔
خصوصیت	:	خوبی، اچھائی
افراد	:	(فرد کی جمع) لوگ
مسائل	:	(مسئلہ کی جمع) سوالات
معیار	:	درجہ، کسوٹی
شفا	:	بیماری کو دور کرنا، بیماری سے صحت پانا
مقدس	:	قابل احترام، پاک
ہدایت	:	راستہ بتانا
سرچشمہ	:	پانی نکلنے کی جگہ، سوتا
بول بالا کرنا	:	بات اونچی رکھنا
تقویٰ	:	پرہیزگاری، اللہ کا خوف
انحصار	:	ٹکا ہوا ہونا، بندھا ہوا ہونا، موقوف ہونا

۱۔ جواب دیجیے:

۱۔ کسی کتاب کی اہمیت کا اندازہ کن دو باتوں سے لگایا جا سکتا ہے؟

۲۔ دنیا کی سب سے زیادہ مقدس اور عزت والی کتاب کون سی ہے؟

۳۔ قرآن مجید کس قسم کی بیماریوں کے لیے شفا ہے؟

۴۔ قرآن مجید رحمت اور برکت کا سرچشمہ ہے کا کیا مطلب ہے؟

۵۔قرآن کی کسی دو خصوصیات کا بیان اپنے الفاظ میں کیجیے۔

۲۔ نیچے دیے ہوئے الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

(۱)غیر اہم (۲)مصنف (۳)مقدس (۴)نقصان دہ (۵)بول بالا کرنا

۳۔جمع کے واحد لکھیے:

	جمع	واحد
۱	مسائل	
۲	افراد	
۳	حالات	
۴	سوالات	
۵	خصوصیات	
۶	احکام	

۴۔"غیر اہم" دو لفظوں "غیر" اور "اہم" سے مل کر بنا ہے اور اس کے معنی ہیں جو بہت ضروری نہ ہو۔اسی طرح آپ بھی دو چار ایسے با معنی الفاظ بنائیے جن کے شروع میں "غیر" آیا ہو۔

(۱)غیر۔۔۔۔۔۔۔۔۔(۳)غیر۔۔۔۔۔۔۔۔۔(۴)غیر۔۔۔۔۔۔۔۔

۵۔خالی جگہیں مناسب الفاظ سے پر کیجیے:

(۱)ہمیں زندگی کے مختلف ... کو کس طرح حل کرنا چاہیے؟

(۲)اس کتاب کی کوئی بات نقصان دہ یا۔۔۔۔۔۔۔۔۔نہیں۔

(۳)یہ کتاب رحمت اور برکت کا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہے۔

(۴) یہ کتاب اسلام اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں فرق کرتی ہے۔

(۵) اس کتاب کا تعلق صرف نماز، روزہ جیسے دینی معاملات ہی سے نہیں بلکہ انسان کی ساری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سے ہے۔

کچھ اور کام

اس سبق میں قرآن مجید کی جو سات خصوصیات بتائی گئی ہیں ان کا خلاصہ تحریر کیجیے۔

☆☆☆

علم کی لگن

پرانے زمانے میں علم حاصل کرنے کے لیے وہ سہولتیں نہیں تھیں، جو آج ہیں، لیکن تمام مشکلات اور تکلیفوں کے باوجود علم کے متوالوں کو علم کا شوق تھا اور وہ صبر کے ساتھ علم حاصل کرنے کی کوشش میں مصروف رہتے تھے۔ وہ علم کے لیے دور دراز کا سفر اختیار کرتے اور علم کے راستے میں آنے والے خطروں کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔

" کتاب الہند" کے مصنف علامہ البیرونی نے پینتالیس سال کی عمر میں سنسکرت کی تعلیم حاصل کرنی شروع کی۔ سنسکرت ایک بڑی مشکل زبان ہے۔ عام انسان تو ابتداء ہی میں ہمت ہار دیتا ہے لیکن علامہ البیرونی نے ہندوستان کے علم اور یہاں کے رہنے والوں کے صحیح حالات جاننے کے لیے اور دنیا کو اُن سے واقف کرانے کے لیے سنسکرت سیکھی اور اس زبان کی کتابیں پڑھیں۔ پھر ان کی محنت کا نتیجہ " کتاب الہند" کی صورت میں سامنے آیا۔

جب شہر شیراز برباد ہو گیا تھا تو شیخ سعدی شیرازی نے وہاں سے سفر کی ٹھانی۔ اپنا تمام مال و اسباب فروخت کیا اور کتابیں لے کر اللہ کے بھروسے پر چل کھڑے ہوئے۔ ابھی قافلے

کے ساتھ تھوڑا ہی سفر کیا تھا کہ بیمار ہو گئے۔ مجبوراً ایک گاؤں میں رک جانا پڑا۔ گاؤں والوں نے اُن کی بڑی خدمت کی۔ گیارہ روز کے بعد صحت یاب ہوئے تو گاؤں والوں نے کچھ دن اور رک جانے پر اصرار کیا لیکن انھیں تو علم حاصل کرنے کا شوق کھینچے لیے جاتا تھا، لہٰذا اُن کا شکریہ ادا کر کے آگے چل پڑے۔ ان دنوں شیراز کی حالت بہت خراب تھی۔ وہاں سے گزرنے والے لوٹ لیے جاتے تھے اور اکیلے مسافر کا منزل پر پہنچ جانا تو ناممکن ہی تھا۔ ابھی تین چار کلومیٹر ہی گئے تھے کہ لٹیروں سے سامنا ہو گیا، لیکن شیخ سعدی کے پاس تو تھوڑے سے درہم اور کتابیں تھیں۔ انھوں نے ان لٹیروں سے کہا: "میں طالب علم ہوں اور علم حاصل کرنے کے لیے جا رہا ہوں۔ یہ بوجھ جو تم کو نظر آ رہا ہے کتابوں کا ہے۔ البتہ کچھ نقدی بھی میرے پاس ہے جو آپ لوگوں کی خدمت میں پیش کرتا ہوں لیکن اتنا سن لو کہ اس سرمایے سے میرا ارادہ علم حاصل کرنے کا ہے۔ میری درخواست ہے کہ آپ لوگ بھی اس رقم کو اپنی بچوں کی تعلیم پر خرچ کریں۔" اتنا کہہ کر تمام درہم ان کے پاس رکھ دیے۔

شیخ سعدی کی باتوں کا ان لٹیروں پر اتنا اثر ہوا کہ ان کی نگاہیں جھک گئیں۔ انھوں نے اقرار کیا، وہ امیروں کے بچے ہیں، بری صحبت نے انھیں بگاڑ دیا تھا۔ اپنے ہی گھروں کا مال و دولت لٹا کر روزگار کی فکر میں لٹیرے بن گئے۔ پھر ان سب نے آئندہ برے کاموں سے توبہ کر لی۔ اس طرح ایک علم کی شیدائی کی باتوں کا اثر لٹیروں پر بھی ہوا۔

ایک اور بزرگ قاضی ابوبکر کو شطرنج کھیلنے کا بہت شوق تھا۔ انھوں نے اس کھیل میں

اتنی مہارت حاصل کر لی تھی کہ شطرنجی کے لقب سے مشہور ہوئے۔ اس برے لقب سے انھیں بڑی چڑھ ہوگئی تھی۔ چناں چہ انھوں نے کسی خاص علم میں کمال حاصل کرنے کا ارادہ کیا تا کہ بدنامی کا داغ مٹ جائے۔ پھر طب میں وہ نام پیدا کیا کہ لوگ ابوبکر طبیب کے سامنے ابوبکر شطرنجی کو بھول گئے۔

معانی واشارات:

لگن	:	دھن، شوق، خواہش
متوالا	:	مست، دھن میں لگا ہوا
مصروف	:	مشغول کسی کام میں لگا ہوا
خاطر میں نہ لانا	:	خیال نہ کرنا، پرواہ نہ کرنا
مصنف	:	کتاب لکھنے والا
علامہ	:	بہت زیادہ علم والا
شیرازی	:	شہر شیراز کا رہنے والا
صحت یاب	:	تندرست ہونا
سرمایہ	:	مال، دولت
شیدائی	:	بہت زیادہ چاہنے والا
کمال حاصل کرنا	:	کسی کام میں خوبی اور مہارت پیدا کرنا
داغ	:	عیب، دھبہ
طب	:	دوا علاج کا علم

مشق

۱- جواب دیجیے:

۱- علامہ البیرونی نے کس عمر میں سنسکرت کی تعلیم حاصل کرنی شروع کی تھی؟

۲- لبیرونی نے " کتاب الہند " کیوں لکھی؟

۳- شیخ سعدی نے لٹیروں سے کیا کہا؟

۴- شیخ سعدی کی باتوں کا لٹیروں پر کیا اثر ہوا؟

۵- قاضی ابوبکر نے کس علم میں کمال حاصل کیا؟

۲- نیچے دیے ہوئے الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجئے:

(۱) خاطر میں نہ لانا (۲) ہمت ہار دینا (۳) صحت یاب ہونا

(۴) اصرار کرنا (۵) مہارت حاصل کرنا (۶) گزارا کرنا

۳- قوسین ( ) میں دیے گئے الفاظ میں سے مناسب لفظ چن کر خالی جگہیں پر کیجیے:

۱- علم کے متوالے علم کے راستے میں آنے والے.....کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ (پتھروں، خطروں)

۲- البیرونی نے..........سال کی عمر میں سنسکرت کی تعلیم حاصل کی۔ (پینتالیس، پچپن)

۳- البیرونی کی محنت کا نتیجہ..........کی صورت میں سامنے آیا۔ (شعر الہند، کتاب الہند)

۴- جب شہر شیراز برباد ہو گیا تو..........نے وہاں سے سفر کی ٹھانی۔ (سعدی، رومی)

۵- آپ لوگ بھی اس..........کو اپنے بچوں کی تعلیم پر خرچ کریں۔ (رقم، درہم)

۶- قاضی ابوبکر نے کسی خاص علم میں..........حاصل کرنے کا ارادہ کیا۔ (کمال، کمالات)

۴- واحد کی جمع لکھیے:

(۱) نتیجہ (۲) سفر (۳) منزل (۴) درہم (۵) لقب (۶) رقم ۔

میرا ننھیال

(آج صہیب احمد اپنے ننھیال سے گھر آیا تو اپنے ابو جان سے ننھیال کے سلسلہ میں بات چیت کیا۔ آپ بھی پڑھیں اور دیکھیں کہ باپ اور بیٹے میں کیا بات چیت ہوئی۔)

ابو جان: بیٹے صہیب احمد! آج تو آپ اپنی نانی کے گھر سے آئے ہیں اور بہت خوش ہیں۔ اچھا یہ بتائیے کہ آپ کو اپنی نانی کا گھر اچھا لگتا ہے یا اپنی دادی کا گھر اچھا لگتا ہے؟

صہیب احمد: ابو جان! مجھے تو اپنی نانی کا گھر بہت اچھا لگتا ہے لیکن آپ زیادہ دن وہاں مجھے رہنے ہی نہیں دیتے ہیں۔ ایسا کیوں؟

ابو جان: سنو بیٹے! ہم تو چاہتے ہیں کہ آپ خوش رہیے اور جہاں اچھا لگتا ہے، وہاں رہیے لیکن آپ کی پڑھائی کم زور نہ ہو جائے اور آپ کا رزلٹ خراب نہ ہو جائے، اس لیے میں آپ سب کو لے آیا ہوں۔ کل سے آپ سب کو مدرسہ جانا ہے نا۔

صہیب احمد: ابو جان! مجھے تو نانی کا گھر بہت اچھا لگتا ہے کیوں کہ وہاں سب مجھ کو پیار کرتے ہیں، بابو بابو کہہ کر بلاتے ہیں، اچھا اچھا کھانا کھلاتے ہیں، اسکول بھی گھماتے ہیں، میں نانا کے ساتھ مسجد جاتا ہوں اور وہاں نماز کے بعد کبھی کبھی مولانا صاحب کی تقریر بھی سنتا ہوں اور فجر بعد درس قرآن بھی سنتا ہوں۔ نانا کے ساتھ بازار جاتے ہیں تو وہ موٹر سائیکل

پر گھماتے اور ٹہلاتے ہیں، ٹافی اور بسکٹ کھلاتے ہیں، کبھی کبھی جوس بھی پلاتے ہیں اور جو کہتا ہوں وہ خرید کر دیتے ہیں۔

ابو جان: اچھا تو بتائیے کہ آپ کو ننھیال میں اور کیا کیا اچھا لگتا ہے؟

صہیب احمد: میری نانی بہت اچھی ہیں، مجھ سے بہت پیار کرتی ہیں۔ مجھے ہر وقت اچھی اچھی چیز کھانے کے لیے دیتی ہیں۔ میرے چار ماموں اور پانچ خالہ ہیں وہ سب بھی مجھ کو بہت مانتی ہیں۔ میرے لیے کھلونے منگوا دیتی ہیں۔ مجھے اچھی اچھی باتیں اور کہانیاں سناتی ہیں۔ میرے لیے کسی دن بریانی، کسی دن گوشت، کسی دن پکوڑے تو کسی دن سیوئیاں بنا دیتی ہیں اور میں خوب خوب مزے لے کر کھاتا ہوں۔

ابو جان: اچھا یہ بتائیے کہ اب دوبارہ کب ننھیال جاؤ گے؟

صہیب احمد: اب عید الفطر کی چھٹی ہوگی تو ننھیال جاؤں گا اور وہیں عید مناؤں گا۔ وہاں عید گاہ بہت بڑی ہے۔ وہاں ہمارے تین دوست ہیں، ان کے ساتھ سیوئیاں کھانے جاؤں گا اور وہاں ایک پارک بھی ہے وہاں ہم سب گھومنے جائیں گے۔ جھولا جھولیں گے، کرکٹ کھیلیں گے، سائیکل چلائیں گے اور خوشی خوشی پھر گھر آئیں گے۔

ابو جان: میرا بھی ننھیال بہت اچھا ہے۔

صہیب احمد: ابو جان! آپ بھی اپنے ننھیال کے بارے میں کچھ بتائیے!

ابو جان: میرا ننھیال گاؤں سے اتر جانب تین کلومیٹر کی دوری پر ہے۔ ہم پہلے امی سے

اجازت لیتے اور پیدل ہی چلے جاتے تھے۔ نانا نانی ہم کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے تھے۔ پہلے مجھ کو قریب کر کے چوم لیتے اور پھر امی جان کا حال چال پوچھتے۔ جب تک وہاں رہتا، ہمیں اچھا اچھا کھانا کھلاتے، کھیتوں میں لے جاتے، دھان اور گیہوں کے کھیت، سرسوں کے کھیت، مٹر کے کھیت جانا اور مزے کرنا، کھلیان میں اپنے ہم عمر بچوں کے ساتھ کھیلنا کودنا، آج بھی یاد ہے۔ ہم لوگ آنکھ مچولی، کبڈی، تیز دوڑ، لمبی کود، اونچی کود کھیلتے تھے۔ آنکھ مچولی میں خوب خوب مزہ آتا تھا۔ چنے کے کھیت میں ہم لوگ جاتے اور تازہ تازہ چنا اکھاڑ کر وہیں آگ میں بھون کر کھاتے تھے۔ مٹر کے کھیت سے تازہ مٹر نکال نکال کر کھاتے تھے۔

گاؤں سے پورب بان گنگا ندی ہے، وہاں گرمی کے دنوں میں نہانے کے لیے جاتے، بارش کے دنوں میں مچھلی مارنے جاتے، کشتی پر چڑھ کر اس پار بھی جاتے، ندی سے لکڑیاں نکال کر اکٹھا کرتے۔ سیلاب آجاتا تو دور سے تماشا دیکھتے۔ آم کا بڑا باغ تھا، وہاں آم اور جامن کھانے جاتے۔ نانا کے گھر چاول کوٹنے والی، گیہوں پیسنے والی اور تیل نکالنے والی مشینیں تھیں، وہاں لوگ آتے اور مزدور اُن کا کام کر کے دیتے تھے۔ میرے نانا کے گھر ہر دن مہمان رہتے تھے۔ گھر سے اتر جانب سے ایک کنواں تھا، اسی سے پانی نکال کر ہم لوگ پیتے تھے، سامنے چھوٹی سی لیکن صاف ستھری مسجد تھی جہاں نماز کے لیے ہم جاتے تھے۔ میرے نانا سفید کرتا پہنتے اور اکثر ٹوپی لگایا کرتے تھے۔ مسجد پابندی سے جاتے اور ہمیں بھی لے جاتے تھے۔ ہر وقت پان کا تھیلا ساتھ میں رکھتے تھے۔ ہر مہمان کو پہلے پان ہی پیش کرتے تھے۔

میرے نانا ڈاکٹر بھی تھے، اس لیے ہر روز مریض بھی آتے تھے ان کو دوائیں دیتے اور ضرورت ہوتی تو انجیکشن بھی لگاتے تھے۔

صہیب احمد: میرے نانا بھی تو بہت اچھے ہیں۔ بہت ملنسار، اخلاق مند اور سب کے کام آتے ہیں۔ مسجد پابندی سے جاتے ہیں۔ میرے نانا کو بھی کرتا اور ٹوپی بہت پسند ہے۔ میرے لیے وہ نیا کرتا اور ٹوپی لائے تھے۔ عیدالفطر کے دن ہم سب بھائیوں نے وہی کپڑے پہنے تھے۔ عید کے دن ایک مولانا صاحب میرے نانا کے گھر آئے تو ہم لوگوں کو بہت بہت شاباشی دی تھی اور ڈھیر ساری دعائیں بھی۔

مشق اور سوالات:

۱۔ اس سبق سے پانچ مشکل الفاظ تلاش کیجیے اور اپنے استاذ سے ان کے معانی معلوم کیجیے!

۲۔ آپ بھی اپنے ننھیال کے بارے میں بتائیے!

۳۔ آپ بھی اپنے ابو جان سے ان کے ننھیال کے بارے میں سوال کیجیے!

۴۔ درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیے اور ان کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

نانی رزلٹ تقریر خالہ آنکھ مچولی کنواں۔

۵۔ درج ذیل الفاظ کی ضد لکھیے:

مزدور مریض اخلاق مند ننھیال پیار۔

☆☆☆